



**THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES**

OFFICIAL REPORT

Tuesday, July 13, 2021
(313th Session)
Volume VIII, No.02
(No.1-04)

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad

Volume VIII
No.02

SP.VIII(02)/2021
15

Contents

1.	Recitation from the Holy Quran.....	1
2.	Questions and Answers	5
3.	Leave of Absence	48
4.	Presentation of report of the Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination on 'The Federal Medical Teaching Institutes Bill, 2021'	48
5.	Presentation of report of the Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination on 'The National Institute of Health (Re-organization) Bill, 2021'	49
6.	Presentation of report of the Standing Committee on Interior on 'The Mutual Legal Assistance (Criminal Matters) (Amendment) Bill, 2021'	49
7.	Presentation of Report of the Standing Committee on Law and Justice on 'The Enforcement of Women's Property Rights (Amendment) Bill, 2021'	50
8.	Introduction of the Control of Narcotic Substances (Second Amendment) Bill, 2021.....	51
9.	Calling Attention Notice moved by Senator Mushtaq Ahmed regarding Tragic Train Crash in Ghotki	52
	• Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition.....	54
	• Senator Azam Nazeer Tarar	55
	• Senator Kamran Murtaza	56
	• Senator Rana Maqbool Ahmad	57
	• Senator Muhammad Azam Khan Swati, Minister for Railways.....	59
10.	Point of Public Importance Raised by Senator Mian Raza Rabbani Regarding Policies for Balochistan and their Failure to Improve Fate of Common Man.....	66
	• Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House ..	71
	• Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri	73
	• Senator Muhammad Tahir Bizinjo	78
11.	Point of public importance raised by Senator Dr Zarqa Suharwardy Taimur regarding Kashmir issue.....	79

SENATE OF PAKISTAN
SENATE DEBATES

Tuesday, the July 13, 2021

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall
(Parliament House) Islamabad at five in the evening with
Mr. Chairman (Muhammad Sadiq Sanjrani) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ-

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَاتِّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسْتَعِينُونَ وَارْتَقُوا سُلُوكَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۗ سَبِيلُهُمْ لَسَّاسٌ ۗ لَا يَسْمَعُونَ
يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾

ترجمہ:- کیا وہ نہیں دیکھتے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے رزق کشادہ کرتا ہے اور تنگ کرتا ہے، بے شک
اس میں ایمان لانے والوں کے لئے نشانیاں ہیں پھر رشتہ دار اور محتاج اور مسافر کو اس کا حق دے یہ
بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی نجات پانے والے ہیں۔

(سورۃ الروم- آیات 37 تا 38)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ اسلام علیکم، ڈاکٹر محمد صاحب ماسک پہنیں، ڈاکٹر ہی ڈراتے
ہیں اور ماسک بھی نہیں پہنتے ہیں، میری سب سے گزارش ہے مہربانی کر کے ماسک پہن لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Question Hour کے بعد، Question Hour کے دوران

Point of Public Importance کچھ بھی نہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Point of Order اس کے بعد، تنگی صاحب Question Hour کے دوران نہیں ہو سکتا،

Please, thank you, we may now take-up Questions.
Senator Seemee Ezdi. Question No.02.

Mr. Chairman: Any Supplementary?

سینیٹر سیدی لیزدی: جی بالکل، میں نے اس میں پوچھا تھا کہ K-Electric کا 2009 میں جو agreement ہوا تھا، اس میں government سے کیا agreement ہوا تھا، وہ کیا indicate کرتا ہے اور اس کی reasons کیا تھیں اور اب اس کی subsidies جو K-Electric کو مل رہی ہیں وہ کیا ہیں اور میں یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب اس کا جواب کون دے گا، وزیر صاحب نہیں آئے ہیں، energy کے وزیر صاحب کدھر ہیں؟

سینیٹر سیدی لیزدی: آرہے ہوں گے، should I go on?

جناب چیئرمین: وزیر ریلوے صاحب موبائل چھوڑیں، جواب آپ دے رہے ہیں یا وزیر صاحب آرہے ہیں؟ وزیر صاحب کدھر ہیں؟ کیوں late ہو گئے ہیں؟ ہم نے اجلاس اس وجہ سے 5 بجے رکھا تھا کہ Cabinet meeting کے بعد ہو۔ اگر یہ behaviour ہے تو یہ ٹھیک نہیں ہے، وزراء کو وقت سے پہلے یہاں پر ہونا چاہیے۔ ابھی آپ صبر کریں، وزیر صاحب کو آنے دیں۔

سینیٹر سیدی لیزدی: جی ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: Chief Whip صاحب پتا کریں، وزراء صاحبان کہاں ہیں؟ ان کے لیے پارلیمنٹ wait تو نہیں کرے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Question Hour کے دوران نہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد،

اس کے بعد آپ ہیں، ہم ہیں اور آپ کے Point of Public Importance ہیں۔ جی۔

سینیٹر مشتاق احمد صاحب، page No.14 آپ سوال کر لیں، وزیر صاحبہ آئی ہوئی ہیں، سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

سینیٹر مشتاق احمد: کونسا نمبر؟

Mr. Chairman: Question No. 04.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی، جی، لے لیں گے۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں ترتیب سے جاؤں گا، میں نے اس کو دیکھا نہیں، مجھے تو ابھی ملا ہے۔

جناب چیئرمین: Question NO.04 سامنے ہی ہے۔

سینیٹر مشتاق احمد: یہ تو تقریباً last question ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں یہ Minister for Human Rights سے related ہے، وہ بیٹھی ہوئی ہیں اس لیے آپ یہ سوال کریں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! مجھے ان کا جواب پڑھنے کے لیے تھوڑا وقت تو مل جائے۔
جناب چیئرمین: اچھا ٹھیک ہے۔

سینیٹر مشتاق احمد: اگر آپ چاہتے ہیں جو میرا پہلا سوال ہے پوچھ لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ ایک نمبر کس سے related ہے؟

سینیٹر مشتاق احمد: یہ Question No.16 and page No.05 ہے، یہ

direct investment کے بارے میں ہے۔

جناب چیئرمین: وہ وزیر صاحب بھی نہیں ہے، وزیر صاحب کہاں ہے اور جناب قائد ایوان صاحب کہاں چلے گئے ہیں؟ کیوں late کرتے ہیں، ایک شیریں مزاری صاحبہ ہیں جو ہر وقت ایوان میں موجود رہتی ہیں اور وقت پر آ جاتی ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سواتی صاحب تو ایوان کے ممبر ہیں، ان پر تو لازم ہے، باقی وزراء آ جائیں۔

جی جناب قائد ایوان صاحب۔

Senator Dr. Shahzad Waseem (Leader of the House): He is on his way.

جناب چیئرمین: اب وزراء صاحبان کے لیے wait تو نہیں کریں گے، جی جناب قائد

حزب اختلاف صاحب۔

it is a سینیٹر یوسف رضا گیلانی (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! پہلے تو یہ تھا،
any other collective responsibility of the Cabinet تو نہیں اگر وہ
Minister can reply مگر اب نہ تو خود آتے ہیں اور نہ دوسرا جواب دینے کے لیے تیار ہے،
میرے خیال سے its a very serious thing.

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی (وفاقی وزیر برائے ریلوے): جواب دینا کوئی مشکل کام نہیں، میں
خود پارلیمانی امور کا وزیر رہا ہوں، اگر مجھے یہ پتا ہوتا اور میرے پاس brief ہوتا تو I could
have given the answer but I don't have the brief میرے خیال سے وہ ہر صورت میں آئیں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ آئیں گے لیکن پارلیمنٹ ان کے لیے wait تو نہیں کر سکتا، وہ
سینیٹ کو مذاق تو نا سمجھیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: آپ جو کہہ رہے ہیں بالکل درست کہہ رہے ہیں، ہم پتا کرتے
ہیں وہ کہاں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی میاں صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ آپ نے ایوان کا
اجلاس late 5:00 بجے رکھا کہ Cabinet meeting ہے اور وزراء نہیں ہوں گے، باوجود
اس کے کہ پارلیمنٹ نے اور آپ نے accommodate کیا، ministers not
turning up for giving answers, this is simply not on وزراء نہیں آتے، وہ وزیر برائے پارلیمانی امور کو تمام کے تمام brief دے دیتے ہیں
and the ministers themselves.....

جناب چیئرمین: آج پارلیمانی امور کے وزیر بھی نہیں ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: آج وہ بھی نہیں ہیں، جناب والا میرا خیال ہے کہ وزراء کی عدم
موجودگی

and disrespect to the Senate and to the Chair, the
Opposition will do a token walk out.

(اس موقع پر متحدہ اپوزیشن نے ایوان سے واک آؤٹ کیا)
جناب چیئرمین: بہت بری بات ہے وزراء ہاؤس میں وقت پر نہیں آتے، جن کے سوال لگے ہوتے ہیں، ان کو جواب دیں، سوائے شیریں مزاری صاحبہ اور سواتی صاحبہ کے۔۔۔۔
(مداخلت)

جناب چیئرمین: Question Hour کے دوران کوئی بات نہیں ہو سکتی۔
(مداخلت)

جناب چیئرمین: سواتی صاحبہ کتنی دیر wait کریں گے، آپ ہی اپنے colleagues کا پتا کریں، وہ کہاں ہیں؟ میں آج Prime Minister صاحبہ کو letter لکھوں گا کہ اس کے خلاف action لیں اور ہم نے 5:00 بجے اجلاس اس لیے ہی رکھا ہے کہ Cabinet meeting کا بہانہ نہ بنائیں، وقت پر Cabinet meeting بھی ختم ہو گئی، وزیر صاحبہ بھی آئی ہوئی ہیں پھر بھی وزراء وقت پر نہیں آتے ہیں۔
(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی 10 minutes کے لیے ایوان کو adjourn کرتے ہیں۔

(اس موقع پر ایوان کی کارروائی دس منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(اس موقع پر ایوان کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

Questions and Answers

جناب چیئرمین: Question hour. منسٹر صاحب کہاں ہیں۔ سینیٹر سیمی لیزدی

صاحبہ۔

(Def.) *Question No. 2 **Senator Seemee Ezdi:** Will the Minister for Energy (Power Division) be pleased to state the details of subsidies and other perks / exemptions granted to K-Electric under the 2009 agreement between the K-Electric and the Government so far indicating also the reasons for granting subsidies to K-Electric?

Mr. Muhammad Hammad Azhar: KE is provided with the subsidies at par with the EX-WAPDA DISCO's as the tariff is being maintained uniform across the board throughout the country.

The detail of the subsidies year wise is attached herewith (**Annex-A**).

Implementation Agreement was originally signed between K-E and GoP in 2005 and was subsequently amended in 2009 through the Amendment Agreement.

Tariff Differential Subsidy (TDS) is offered to KE's consumers and it is the difference between NEPRA, determined tariff and Applicable and tariff which is normally set at a lower level in line with Government's social obligations.

Annexure-A

Statement showing year wise Subsidy details provided to consumers of K.E

from

2009-10 to 2019-2020.

Years	Amount in Billion Rs.
	Tariff Differential Subsidy
2009-10	31.714
2010-11	46.000
2011-12	45.000
2012-13	84.000
2013-14	64.000
2014-15	36.000
2015-16	53.400
2016-17	10.924
2017-18	10.981
2018-19	10.850
2019-20	25.000

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر سیسی لیزدی: میں نے پوچھا تھا کہ K-Electric کا Government سے 2009 میں agreement ہوا جس میں arrears کی مد میں ان کے 31 billion write-off کیے گئے تھے۔ اس کے علاوہ میں نے سبسڈی کا بھی پوچھا تھا کہ اس کے علاوہ

throughout the year subsidies دی گئیں ہیں۔ 2009-10 سے لے کر 2019-20 تک ایک پوری list دی ہوئی ہے، میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ جو subsidies دی گئی ہیں ان سے K-Electric کا کیا benefit ہوا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ان کو Government کی طرف سے 650 mega watt بجلی بھی دی گئی ہے جو اب بڑھ کر 850 mega watt ہو گئی ہے۔ اس کا کراچی پر کیا فرق پڑا ہے اور جو subsidies دی ہیں ان سے کیا فرق پڑا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب حماد اظہر صاحب. Minister for Energy.

جناب محمد حماد اظہر (وزیر برائے توانائی): جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے معذرت چاہتا ہوں کہ مجھے آنے میں دیر ہوئی البتہ میں پانچ بج کر سات منٹ پر پہنچ گیا تھا لیکن اس وقت تک آپ نے تھوڑی دیر کے لیے House adjourn کر دیا تھا۔ کچھ members of parliament میرے دفتر میں بیٹھے تھے جو کہ دور دراز علاقوں سے آئے تھے جس کی وجہ سے مجھے نکلنے میں دیر ہو گئی۔

جو سوال سینیٹر سیدی ایزدی صاحبہ کا ہے اس کے دو، تین حصے ہیں۔ انہوں نے جو تحریری سوال دیا تھا اس میں انہوں نے کہا تھا کہ K-Electric کو جو subsidies دی جاتی ہیں اس کا بتایا جائے۔ Subsidies, tariff differential subsidy ہے جو تمام DISCOs کو tariff equalize کرتی ہے اور وہ برابر ہوتی ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ حکومت کی طرف سے K-Electric کے صارفین کو زیادہ یا کم subsidy دی جا رہی ہے۔ Tariff differential subsidy کے تحت تمام DISCOs چاہے وہ state owned یا privatized ہوں، ان کو tariff differential subsidy دی جاتی ہے، اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

انہوں نے جو دوسرا offline سوال مجھ سے پوچھا وہ یہ تھا کہ شاید کچھ رقوم 2009 میں writ off کی گئیں تھیں۔ اس کا یہ اگر کوئی علیحدہ سوال تحریری طور پر ڈال دیں تو میں ان کو اس کا بھی جواب لا کر دے دوں گا۔ انہوں نے ابھی جو سوال لکھا تھا اس میں صرف subsidies کا ذکر تھا۔ تیسرا انہوں نے سوال پوچھا تھا کہ اس سال Karachi Electric کو ان کے معاہدے سے اضافی بجلی دی جا رہی ہے۔ اضافی بجلی تقریباً ساڑھے پانچ سو میگا واٹ کے قریب ہے۔ اپریل میں ہم

نے ساڑھے تین سو میگا واٹ دی اور پھر دو سو میگا واٹ اور دی۔ وہ اس لیے دی جا رہی ہے کہ Karachi Electric کی ضروریات بڑھ چکی ہیں اور کراچی کے شہریوں کو load shedding کا سامنا نہ کرنا پڑے اس لیے ان کو ساڑھے پانچ سو میگا واٹ اضافی بجلی حکومت فراہم کرتی ہے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محسن عزیز صاحب. supplementary please. سینیٹر محسن عزیز: میرا سوال ہے کہ جو ان کو subsidies دی جا رہی ہیں وہ 2012 میں 84 billion, 2013 میں 64 billion rupees کی سبسڈی دی گئی ہے۔ ایک سوال یہ ہے کہ ان کا جو ایک amended agreement ہے وہ کیا تھا؟ دوسرا یہ ہے کہ نیپرا کا جو tariff ہے اس کے بعد سبسڈی دینے کے بعد بھی اگر ان کی کمپنی کے losses آ رہے ہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟ ہمیں تو یہ معلوم ہے کہ K-Electric کو بڑے خستہ حال طریقے سے چلایا جا رہا ہے جس کی وجہ سے کراچی کے شہریوں کو بہت تکلیف ہے۔ میرا ان سے سوال ہے کہ سبسڈی دینے کے باوجود اور نیپرا کا tariff دینے کے باوجود وہ کیا وجوہات ہیں جن کی وجہ سے K-Electric ٹھیک طریقے سے نہیں چل پارہی؟

جناب چیئرمین: جناب حماد اظہر صاحب. Minister for Energy. جناب محمد حماد اظہر: یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ سبسڈی DISCOs کو کیوں دی جاتی ہے۔ صرف Karachi Electric کو ہی نہیں بلکہ LESCO, PESCO, KESCO کو بھی subsidy دی جا رہی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت جس rate پر بجلی خرید رہی ہے وہ زیادہ ہے جس rate پر بجلی فروخت کی جا رہی ہے وہ rate کم ہے جس rate پر حکومت بجلی خرید رہی ہے۔ DISCOs ہمیں کہتی ہیں کیونکہ ہم بجلی گھروں سے بجلی مہنگی خرید رہے ہیں اور آگے سستی بیچ رہے ہیں، آپ نے ہمارا tariff fix کیا ہوا ہے اور وہ کم tariff ہے۔ جو فرق ہے وہ حکومت بطور سبسڈی ادا کرتی ہے that is the tariff differential subsidy جو کہ سب کو دی جاتی ہے۔ تمام بجلی کے صارفین اس سے مستفید ہوتے ہیں چاہے وہ Karachi Electric کے ہوں یا دوسرے ہوں۔ یہ ضرور ہے کہ کچھ DISCOs ایسی ہیں جو پچھلے دس پندرہ، بیس سال کے اندر اپنے losses کم کرنے میں ناکام رہی ہیں although ہمارے مجموعی losses پچھلے دو،

ڈھائی سال میں کم ہوئے ہیں۔ T&D losses بھی کم ہوئے ہیں اور recoveries بھی بہتر ہوئی ہیں لیکن ابھی کچھ DISCOs کی صورت حال تسلی بخش نہیں ہے۔ Karachi Electric privatization کے بعد یہ تو ضرور ماننے والی بات ہے کہ انہوں نے losses کافی حد تک کم کیے ہیں اور انہوں نے ایک rapid improvement show کی ہے۔ جو ہمارے state owned DISCOs ہیں ان میں وہ losses کی کمی کی شرح نظر نہیں آ رہی لیکن ان کے معاملات کافی پیچیدہ ہیں۔ ان کے متعلق بہت complaints آتی ہیں۔ کچھ ان کے تنازعات وفاقی حکومت کے ساتھ بھی ہیں جو ہم طے کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ کچھ دنوں میں ہم Karachi Electric کے ساتھ ایک نیا power purchasing agreement طے کریں گے۔ جو ان کے تنازعات اور مالی معاملات کئی عرصے سے وفاقی حکومت کے ساتھ پھنسے ہوئے ہیں، اس سے وہ بھی resolve ہو جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ پھر ان کی service delivery مزید improve ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین: سینیٹر دینش کمار۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر دینش کمار: شکریہ، جناب چیئرمین! Karachi Electric میرے ضلع لسبیلہ میں بھی بجلی فراہم کرتی ہے۔ ابھی منسٹر صاحب نے کہا کہ ہم نے وہاں 500 اور 350 میگا واٹ زیادہ بجلی فراہم کی ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ضلع لسبیلہ میں 15، 15 گھنٹے بھی لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے۔ یہ اضافی بجلی کہاں جاتی ہے؟ ضلع لسبیلہ میں جو حب چوکی، وندر، گڈانی، بیلہ، لاکڑا اور کھنڈراج کے مقامات ہیں، آپ ان میں سے جہاں بھی جائیں سوائے حب چوکی کے، تمام علاقوں میں لوڈ شیڈنگ زیادہ ہے۔ وہاں پر زراعت کا انحصار tube wells پر ہے اور وہ مکمل تباہ ہو گئی ہے۔ یہ سب Karachi Electric کی وجہ سے ہے۔ جب ہم سوال اٹھاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہاں بجلی چوری ہوتی ہے۔ میں منسٹر صاحب کے knowledge میں یہ چیز لانا چاہتا ہوں کہ بجلی چوری بھی ادارے کے لوگ خود کروا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔

سینیٹر دینیش کمار: وہ مقامی لوگوں سے کہتے ہیں کہ آپ ہمیں پیسے دیں۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Karachi Electric بے شک private ہے لیکن آپ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی وفاقی وزیر برائے توانائی۔

جناب محمد حماد اظہر: جناب! Karachi Electric نے post-privatization period میں revenue based load shedding شروع کی تھی۔ جن علاقوں میں بجلی چوری زیادہ ہوتی تھی، وہاں وہ load shedding کرتے تھے۔ 2011 میں انہیں follow کرتے ہوئے حکومت نے اپنے DISCOs کے ذریعے بھی revenue based load shedding شروع کی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جن feeders پر بجلی چوری 70 فیصد یا اس سے زیادہ ہے، وہاں revenue save کرنے کے لئے Karachi Electric and state owned بھی لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے۔ آج بھی Karachi Electric میں یہ policy نافذ ہے۔ جیسے میں نے آپ کو بتایا کہ Karachi Electric کے post privatization period میں ان کے theft, losses and recoveries میں ایک drastic improvement نظر آئی ہے لیکن ابھی بھی بہت سارے علاقے ہیں جہاں انہیں revenue based load shedding کرنی پڑ رہی ہے۔ اس کے لئے ہم اپنے DISCOs اور Karachi Electric میں بھی technological solutions discuss کر رہے ہیں جیسے ABC cables, AMI metering کی technologies ہیں۔ یہ expensive ضرور ہیں لیکن ابھی available ہیں۔ ہم ان پر focus کر رہے ہیں۔ سینیٹر صاحب بالکل ٹھیک فرما رہے ہیں کہ جہاں بجلی چوری ہوتی ہے تو محکمہ کے ملوث ہونے کے امکانات نظر انداز نہیں کئے جاسکتے ہیں۔

جناب! پاکستان میں بہت سے ایسے DISCOs and feeders ہیں جہاں 100 فیصد load shedding ہوتی ہے یعنی اگر اس feeder کے سامنے دو مزار گھر ہیں تو ان میں سے ایک پر بھی meter نہیں لگا ہوا ہے۔ ایسے تین، چار feeders موجود ہیں۔ بہر حال یہ ایک historical challenge ہے جو کئی دہائیوں سے چلتا آ رہا ہے۔ کچھ recoveries

میں improvements ہوئی ہیں اور losses میں کمی آئی ہے لیکن مزید کافی بہتری کی گنجائش موجود ہے۔

جناب چیئرمین: سینئر کمدہ باہر کے دونوں بیٹے ضرار کمدہ، انور کمدہ اور ان کے دو بھانجے میر رافع اور کمدہ یوسف گوادر سے آئے ہیں اور ابھی ایوان میں موجود ہیں۔ جی سینئر بہرہ مند خان تنگی۔

(Def.) *Question No. 17 **Senator Bahramand Khan Tangi:** Will the Minister for Energy (Power Division) be pleased to state:

- (a) the name of firm / contractor presently at the panel of PESCO for repair / maintenance of out of order transformers;
- (b) whether it is a fact that the repair work being carried out by the said firm / contractor is substandard and the repaired transformers get damaged / out of order again and again, if so, the reasons thereof; and
- (c) whether any inquiry has been conducted against the said firm / contractor for substandard repair work, if so, the findings thereof and the action taken against the firm / contractor?

Mr. Muhammad Hammad Azhar: (a) The list of workshops is annexed.

(b) There is strict check on substandard material, as proper committee is constituted to visit each workshop for inspection of material. Inadequacies or any irregularity observed are immediately reported to concerned S.E (Operation) circle, Regional Manager M&T PESCO.

In case of non-satisfactory reports received regarding Substandard material from S.E (Operation), the work order of the prequalified registered workshops is canceled immediately. Sometimes the damage to transformers occur due to direct hooks in large numbers being overloaded.

(c) Recently one of the workshops has been black listed and notices have been issued to workshops having high ratio of faulty transformers within warranty period. The SE (Operation), PESCO as well as field store management have been directed to report the performance certificates and satisfactory reports.

Regional Manager M&T also directed to carry out the inspections of workshops. The sub-committee frequently visit the workshops to check its performance.

Annexure

S.No	T/F Reclamation Workshops	Work Order No & Date	Work Order Expire Date	Name of Circle	Remarks
1	PWF Transformer Reclamation shop Kabal River Nowshera. Cell No. 0313-9134451	NIL	NIL	Pesh/Khyber	
2	M/S Transformer Technologies (Pvt) Ltd. Reclamation Workshop, G.T Road, Taru Jabba. Tele No. 091-2964436, Cell # 0344-4181399 Jamsheed	1925-37 dt 29-06-2020	28-06-2021	Pesh/Khyber	
3	M/S Al-Haseeb Engg: Works (Pvt) Ltd. Kohat Road Peshawar Cell No. Salf Ullah 0345-2655020, 0313-8009353	1643-57 dt 22-06-2020	21-06-2021	Pesh/Khyber	Cancelled Work Order No. 2644-51/COO Dated 06-08-2020
4	M/S SEPCO (Pvt) Ltd. Transformer Reclamation Workshop, G.T Road, Malakand Agency, Near Chakdara Bridge Chowki, Swat. Cell No. 0311-877555, Arif 0300-8040466	1618-30 dt 22-06-2020	21-06-2021	Swat	
5	M/S Pak-Sarhad Power Transformer Reclamation Workshop, Havellian Road, Abbottabad. Cell No. 0301-8823713, Yasir 0332-8943110	1436-46 dt 10-06-2020	09-06-2021	Hazar-I & II	

6	M/S United Transformers Reclamation Workshop (Pvt) Ltd. Small Industrial Estate, Mansehra. Cell No. 0300-9114615, Zain 0316-5906450	1334-41 dt 02-06-2020	01-06-2021	Hazar-i & Il	
7	M/s Advance Operational Engineering Mohabat Abad Pattak, Opposite Sheikh Multoon Town, Nowshera Road, Mardan. Cell # 0333-9049669 Jamil, Cell No. 0301-8993222	2080-92 dt 02-06-2020	06-07-2021	Mardan & Swabi	
8	M/s Iftikhar Electrical Engineering Works Main Swat Road, Thana, Swat. Cell No. 0333-7121616, Arshad 0313-9807481, 0314-9910873	1800-1811 dt 26-06-2020	25-06-2021	Swat	
9	M/s Afridi Electric Engineer Works & Company (Pvt) Ltd, Mardan Bypass Gulshan Model Town Muhabbatbad Mardan. Cell No. 0314-9042443, Inam 0345-9401760	2265-75 dt 17-07-2020	16-07-2021	Mardan & Swab	
10	M/S Swabi Electric Transformer Engg & Co. NawaKaly Near Atam Abad howki Mardan Road Swabi. Cell No. Cell # 0304-5058284 Daud, Saif Ullah 0345-2655020	1671-84 dt 22-06-2020	21-06-2021	Mardan & Swab	
11	M/S Buner Electrical Engineering Works. Mingawara Road near Jamal Flour Mill Jawar. Cell No. 0331-9104860, 0313-9417555, Cell # 0345-9466555 Naeem	1812-24 dt 26-06-2020	25-06-2021	Swat	
12	M/S Muhammad Sajam Construction Electric Engineering Works Hangu Road Kohat. Cell No. 0334-8348045, 0345-9677484, Cell 0333-9618590 A.Razaq	1701-12 dt 24-06-2020	23-06-2021	Pesh & Khyber	
13	M/S Hambal Electrical Engineering Company Transformers Specialist Govt Contractor near Railway line New Adda Mardan. Cell No. 0345-9332528, 0315-9746060	1910-20 dt 29-06-2020	28-06-2021	Mardan & Swabi	
14	Hayatabad, Peshawar. Cell No. 0332-9146462				
15	M/S Wajid Ali Khan & Sons (Pvt) Ltd. Shah Alam Pul, Charsadda Road, Peshawar. Cell No. 0300-5822522, Cell # 0301-8833463 Qari	1990-2000 dt 02-07-2020	01-07-2021	Pesh & Khyber	
16	M/s AL- Haseeb Electric Engg Works & Company (Pvt) Ltd, Sugar Mills Road, Mardan. Cell No. 0313-8009353	1657-70 dt 22-06-2020	21-06-2021	Mardan & Swabi	
17	M/s Translite Engineering Company (Pvt) Ltd, Fizaqut Bypass Road, Near EshalShadi Hall, Mingora Swat. Cell No. 0345-9177222	1685-95 dt 22-06-2020	21-06-2021	Swat	
18	Sardar & Brothers Transformer (Pvt) Ltd. Transformer Reclamation Workshop, Main Malakand Road near Gul CNG, Shergarh Mardan. Cell No. 0313-9640017	2160-68 dt 13-07-2020	12-07-2021	Mardan & Swabi	

19	M/S Taimoor Electrical Engineering Company Hattar Road Swat Chowk Haripur KPK. 0301-8824336	1447-56 dt 10-06-2020	09-06-2021	Hazara-I & II	
20	M/S Hazara Engineering (PVT) Ltd Abbottabad Road Balder Haripur. 0305-9705671	1266-76 dt 13-05-2020	12-05-2021	Hazara-I & II	
21	M/S Raheem Electric Engineering PVT Ltd Canal Road Near Village Budhani Dera Ismail Khan KPK Pakistan. 0333-9128714	1221-29 dt 11-05-2020	10-05-2021	Bannu	
22	M/S Bismillah Electric Engineering Company (Pvt) Ltd. Ring Road, Jameel Chowk near Hazar Khani Chowk, Peshawar. Cell No. 0300-9432989	NIL	NIL	Pesh/Khyber	Work order not Issued
23	M/S High Power Transformers (Pvt) Ltd. Ali Town, Hangu By Pass, Kohat. Cell No. 0333-5016016	1971-80 dt 30-06-2020	29-06-2021	Pesh/Khyber	
24	M/s irfan Transformer Repairing Company (Pvt) Ltd, Main G.T Road Timergara. Cell No. 0348-4750145	1630-42 dt 22-06-2020	21-06-2021	Swat	
25	M/s Taj Ali & Brothers Electric Transformer Reclamation Workshop Fort Road, D.I. Khan. Cell No. 0333-9730980	NIL	NIL	Bannu	
26	M/S Noor Electric Engineering Works. Malakand Road, TakhtBai, Near NADRA Office. Cell No. 0312-9104860, 0333-9124877	2105-16 dt 09-07-2020	08-07-2021	Mardan & Swabi	
27	M/S Alfared Electric Engineers Works Pvt Ltd G.T Road Chughalpura Peshawar. Cell No. 0300-7128194, 0333-9032457	2117-28 dt 10-07-2020	09-07-2021	Pesh & Khyber	
28	M/S Peshawar Electric Engineering Workshop ring Road Near Hyper Mall	2524-34 dt 27-07-2020	26-07-2021	Pesh & Khyber	

جناب چیئر مین: Answer taken as read. کیا آج آپ کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے؟ اگر ایسا ہے تو بڑی اچھی بات ہے۔
 سینیٹر بہرہ مند خان تنگلی: جناب! میرے خیال میں حماد اظہر صاحب بیٹھے ہیں تو میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی پوچھ لیں۔

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: میرے سوال کے تین جز ہیں۔ اگر آپ مجھے تھوڑا وقت دیں تو بہتر ہوگا۔ میں نے workshop list مانگا تھا اور انہوں نے وہ مجھے غلط دیا ہے۔ اس list میں 28 workshops کا ذکر ہے جب کہ 30 total workshops ہیں۔ اس میں منسٹر صاحب یہ admit کر رہے ہیں کہ جو sub-standard repairing of transformers ہو رہی ہے، اس کی بہت ساری وجوہات بھی بتائی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ کنڈے کی وجہ سے یہ damage ہوتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ایک طرف آپ کنڈے کو culture admit کرتے ہیں اور دوسری طرف اسے promote بھی کرتے ہیں۔ جو substandard transformers کے 28 کا کہا گیا ہے، ان میں سے ایک واپڈا کا ہے جو Foundation workshop کے نام سے نوشہرہ میں ہے۔ باقی تمام workshops private ہیں۔ روزانہ کے حساب سے کئی transformers damage ہوتے ہیں لیکن ایک ہی list maintain ہے۔ اس کے خلاف آپ نے کیا action لیا ہے اور کیا inquiry کی ہے۔ یہ list تین، چار سال پرانا ہے اور ابھی تک damages بھی ہو رہی ہیں۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ ان workshops کے خلاف انہوں نے کیا ایکشن لیا ہے؟ یہ inquiry بھی ان کی کرتے ہیں جو 65 ہزار، 85 ہزار اور ایک لاکھ 17 ہزار میں returns دیتے ہیں اور انہیں justify بھی کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی وفاقی وزیر برائے توانائی۔

جناب محمد حماد اظہر: جناب! سینیٹر تنگی صاحب نے ابھی پھر لسٹ کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے یہ سوال پچھلے سال بھیجا تھا۔ وہ لسٹ ابھی ان کے سامنے print کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ وہ یہ پوچھ رہے ہیں کہ کسی کے خلاف inquiry ہوئی ہے یا نہیں کیونکہ transformers damage ہوتے ہیں تو میرے خیال میں وہ اس کے لئے ایک fresh question دے دیں۔ ہم بتادیں گے کہ نئی workshop register کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ نیا vendor بننے کا کیا طریقہ ہے۔ ماضی میں اگر کسی کو blacklist یا جرمانہ کیا گیا ہے تو اس کا ایک علیحدہ سوال بنتا ہے۔ انہوں نے کنڈے کے حوالے سے transformers کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ بالکل ایک

problem ہے کہ جہاں کنڈے لگتے ہیں تو وہاں transformers ضرور damage ہوتے ہیں۔ انہیں بار، بار repair کرنا پڑتا ہے۔ اس سے ایک طرف آپ کا revenue loss ہوتا ہے اور دوسری طرف equipment بھی damage ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر کامل علی آغا۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟ میری تمام سینیٹر صاحبان سے گزارش ہے کہ ماسک پہن لیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: شکریہ، جناب چیئرمین! جب transformers خراب ہوتے ہیں تو ارد گرد لوگ ہی اس کی مرمت کے پیسے ادا کرتے ہیں۔ یہ عام شکایت ہے۔ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اس کے متعلق انہوں نے کیا نوٹس لیا ہے؟ ایک تو لوگ عذاب میں پڑ جاتے ہیں اور دوسرا یہ کہ انہیں پیسے بھی ادا کرنے پڑتے ہیں۔ آپ نے اس کے لئے کیا کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی وفاقی وزیر برائے توانائی۔

جناب محمد حماد اظہر: جناب! ماضی میں بجلی کی پیداوار پر focus رہا ہے اور ترسیل پر نہیں رہا ہے۔ ہماری حکومت کا distribution and transmission کا focus ہے۔ ہزاروں کے قریب جو transformers ہیں، وہ حکومت نے اپنے خرچے پر replace کیے ہیں اور ابھی بھی روزانہ مزید replace کر رہی ہے۔ اس میں صرف LT کے transformers نہیں بلکہ گرڈ میں لگے ہوئے 50، 40 اور 100 میگا واٹ کے mega transformers بھی شامل ہیں۔ کئی دہائیوں سے ایک فرسودہ نظام چلا آ رہا ہے۔ بہت جگہوں پر آبادی زیادہ ہو گئی ہے لیکن وہاں پھر بھی 50 میگا واٹ کا transformer لگا ہوا ہے حالانکہ وہاں کی ضرورت 200 میگا واٹ والا transformer ہے۔ جب وہ over load پر چلتے ہیں تو ان کی life جلدی deplete ہو جاتی ہے۔ ہم multiple challenges کا سامنا کر رہے ہیں۔ اس بجٹ میں record funds transmission and distribution system کی improvement کے لئے رکھے گئے ہیں۔ اس مد میں پچھلے اڑھائی سال میں 77 ارب روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ ان شاء اللہ اس دفعہ ایک سال میں ہم 100 ارب روپے خرچ کریں گے۔ اس سے آہستہ، آہستہ transmission کا نظام درست ہو

جائے گا۔ دو ڈھائی سال میں transmission and distribution کے نظام میں جتنی investment ہوئی ہے، اس سے ہم 20,000 میگا واٹ کو 24,500 میگا واٹ پر لے کر آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی سینیٹر خالدہ عنیب۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سینیٹر خالدہ عنیب: شکریہ، جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ Karachi Electric کا role بہت ہی تشویشناک اور خراب ہے۔ بارشوں میں مزید صورتحال خراب ہو جاتی ہے۔ ابھی صرف دو مرتبہ بارش ہوئی ہے اور کراچی میں لوڈ شیڈنگ زیادہ ہو گئی ہے۔ بہت سارے علاقے ایسے ہیں جہاں دن میں تین بار لوڈ شیڈنگ ہوتی ہے اور وہ تین، تین گھنٹے تک ہوتی ہے۔ بہ مشکل ہی تھوڑی دیر کے لئے light آتی ہے۔ اس سے لوگ اپنے انتہائی ضروری کام کرتے ہیں۔ اتنی شدید گرمی میں کراچی کے لوگ بہت ہی اذیت کا شکار ہیں۔ میری گزارش ہے کہ ابھی مون سون کا سلسلہ ہے اور یہ لمبا چلے گا۔ جب بجلی نہیں ہوتی ہے تو اس دوران جس ہوتی ہے اور لوگ بہت ہی اذیت میں ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب یہ سوال آپ سے relate ہی نہیں کرتا ہے پھر بھی اگر آپ

جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں۔

جناب محمد حماد اظہر: جناب! انہی حالات کے پیش نظر اپریل میں جب رمضان کا مہینہ چل رہا تھا تو حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ باوجود اس کے کہ Karachi Electric کے ساتھ کئی سالوں سے 200 ارب روپے کے receivable and payable disputes کے outstanding ہیں۔ کراچی کو جو extra electricity چاہیے اور جو ان کی extra need ہے۔ ہماری حکومت، load shedding eliminate کرنے کے لیے پچھلی payment کو علیحدہ part کر کے ایک نیا process بنا رہی ہے۔ اس additional electricity کی payment کے لیے جو process ہم نے بنایا ہے وہ اب smoothly چل رہا ہے۔ ہم اس process کی وجہ سے اس سال اب 550 mega watts بجلی فراہم بھی کر رہے ہیں۔ کراچی میں اس سال بجلی کی بندش میں خاصی کمی بھی دیکھنے میں آئی ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہم ایک نیا power purchase agreement بھی sign کر رہے

ہیں۔ اس agreement کے تحت مستقبل میں electricity کی تمام needs بھی settle ہو جائیں گی۔ جو تمام پرانے receivable and payable کے outstanding disputes ہیں انہیں بھی ہم arbitration میں لے کر جائیں رہے ہیں۔ یہ تمام cash flows جو cease ہو چکے ہیں وہ ایک مرتبہ پھر release ہوں گے۔ ان کے release ہونے کے بعد company کے پاس رقم موجود ہو گی اور وہ بہتر طریقے سے اپنے infrastructure کے اندر invest کر سکیں گے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر پرنس احمد عمر احمد زئی صاحب۔ Any supplementary please? سینیٹر دوست محمد خان! آپ تشریف رکھیں۔ آپ اپنی turn پر بات کریں۔ ابھی question hour چل رہا ہے۔

سینیٹر پرنس احمد عمر احمد زئی: شکریہ، جناب! میرا سوال Minister sahib! سے ہے کہ ایک تو کوئٹہ اور بلوچستان کے دیہی علاقوں میں اس وقت صرف 4-6 گھنٹے بجلی آتی ہے۔ زمینداروں کے لیے جون سے اگست تک سب سے important time ہوتا ہے۔ جس میں بلوچستان کے باغات اور زمینداروں کے لیے یہ ایک peak season ہے۔ اُن کا سارا livelihood اسی پر depend کرتا ہے۔ بلوچستان اور کوئٹہ کو اس وقت uninterrupted بجلی فراہم نہیں کی جا رہی۔ نمبر دو، اور اب جو ایک solar policy federal government کی طرف سے announce کی گئی ہے میں چاہتا ہوں کہ فاضل Minister اس پر بھی جواب دیں کہ اب تک اس پر کیا پیش رفت ہوئی ہے۔ تیسرا سوال، Gwadar میں یہ کہہ رہے ہیں کہ مستقبل کا Dubai بنے گا۔ جب تک بجلی اور پانی کے مسائل ہیں تو یہ کیسے ممکن ہو سکے گا؟ پہلی چیز تو میں سمجھتا ہوں کہ Gwadar کی بجلی پر بتائیں کہ جب ایران بالکل ساتھ ہے اور جب Gabd Road بنا اور کہا گیا کہ ہمیں ایک parallel route سے short route پڑے گا جو کہ گوادر کے لیے ہو گا اور اس سے تربت سے گول گھما کر بچنگور اور پھر لے کر آرہے ہیں اُس کو واپس گوادر کی طرف لایا جا رہا ہے۔ ہمیں بتایا جائے کہ جو shortest route ہے اُس کو کیوں استعمال نہیں کر رہے؟ شکریہ جی۔

جناب چیئرمین: یہ question ویسے اس سے relate نہیں کرتا۔ جی حماد اظہر صاحب۔

جناب محمد حماد اظہر: ان کا پہلا سوال یہ ہے کہ کونٹے کے گرد و نواح کے جو گاؤں ہیں ان میں tube wells کی جو load shedding ہے تو یہ وہی revenue based ایک چیلنج ہے۔ اس وقت 40 ہزار کے قریب tube wells ہیں۔ یہ پہلے 29 ہزار کے قریب تھے۔ اب جو fresh data ہمیں ملا ہے اُس کے مطابق 40 ہزار tube wells اب بھی تک electricity bills ادا نہیں کر رہے۔ یہ tube wells کی ایک بہت بڑی proportion ہے۔ اس میں 70 ارب روپے کی صرف outstanding liabilities بنتی ہیں۔ موجودہ حکومت نے اس کا حل یہ نکالا ہے کہ ہم ان تمام tube wells کو solarized کریں۔ Solarized کرنے سے ان علاقوں کے کسانوں پر بھی بوجھ کم ہو گا اور حکومت کے جو outstanding dues بن جاتے ہیں اور circular debt میں اتنا بڑا اضافہ صرف ایک segment کی وجہ سے ہوتا ہے۔ یہ تمام اُس کی وجہ سے ہے۔ اگر revenue based load shedding کو آج eliminate کر دیا جائے تو circular debt کا flow جو اس سال 177 ارب ہے اُس میں مزید 300 ارب کا اضافہ ہو جائے گا۔ یہ ایک practical constraint ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ off grid solution جو اب موجود ہیں اور یہ relatively پچھلے سالوں کی نسبت سستے بھی ہیں۔ ہم نے planning commission میں ایک mega project بنایا ہے کہ ان تمام tube wells کو solarized کیا جائے۔ دوسری چیز، گوادر اور مکران میں بجلی کی فراہمی کی بات کی گئی، اُن تمام علاقوں کو پہلے ہی ایران سے بجلی آرہی ہے۔ میری گزشتہ روز ہی Iranian Ambassador سے ملاقات ہوئی ہے کہ اس بجلی کی مزید supply کے scope examine کرتے ہوئے، while keeping in view کہ جو international sanctions ہیں اور international laws ہیں اس کی sensitivity کو بھی دیکھتے ہوئے کیونکہ اس وقت ایران sanctions regime کے بھی اندر ہے۔ ہم اُس legal process کو اور کیونکہ اب ان sanctions کی وجہ سے ہماری کوئی banking relationship ایران کے ساتھ نہیں رہی، تو payments کے mechanism کو مزید

بہتر کرنے میں اور already بھی جو ایران بجلی supply کر رہا ہے اُس میں بھی payments کی barter trade کی صورت میں بھی مشکل آرہی ہیں۔ میری Iranian Ambassador سے گزشتہ روز بہت تفصیلی ملاقات بھی ہوئی اور ہم اس چیز کو بھی take up کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ اس میں ہمیں کامیابی ملے گی۔

جناب چیئرمین: حماد اظہر! اس کو national grid کے ساتھ کب connect کر

رہے ہیں؟

جناب محمد حماد اظہر: جی، جیسا کہ میں نے آپ کو بتایا کہ یہ جو دور دراز کے علاقے ہیں اور ساری دُنیا میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ smart grids یا پھر micro grids کا جو concept ابھی آیا ہے کہ جتنا lines transmissions کو وہاں پر لے کر جانے میں اخراجات ہوں تو اُس سے بہتر ہے کہ آپ renewable energy کے ذریعے اُن علاقوں میں self-sustaining grids بنائیں تو اُن کا tariff بھی کم ہو جائے گا۔ کچھ calculations ایسی بھی ہیں کہ شاید باقی علاقوں کی نسبت آدھا ہو جائے اور at the same time جو infrastructure of transmissions in many cases زیادہ expensive ہوتا ہے localized plants سے تو اُس سے بھی ہم بچ سکیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا کہ solarisation and off grid solutions کو ہم اب actively pursue کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

(Def.) *Question No. 16 **Senator Mushtaq Ahmed:** Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Office be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that Foreign Direct Investment in Pakistan has always been less than one percent of GDP, if so, its reasons; and
- (b) the steps taken / being taken by the Government for increasing Foreign Direct Investment to 3 percent of GDP?

Minister Incharge of the Prime Minister's Office: (a) It is not correct that FDI has always been less than one percent of

GDP. It varied during last 20 years from lowest 0.37% to highest 3.37% of GDP.

(b) Though promotion, facilitation and protection of investment is the domain of BOI; however, attraction of investment needs a whole of government approach. All the economic ministries, provincial governments and the private sector need to play their respective roles in attraction of investment. Other areas which contribute towards inward investment are infrastructure, ease and cost of doing business and federal, provincial and local policy, legal and regulatory frameworks. A number of steps have been/are being taken by the Board of Investment to increase the FDI to GDP ratio as detailed below:

- Improving Ease of Doing Business;
- Improving business climate through Pakistan Regulatory Modernization Initiative;
- Using Special Economic Zones (SEZs) to promote industrialization in the country;
- Devising and implementing Investment Promotion Strategy to attract quality investment in the country;
- Devising a Comprehensive Investment Law;
- Online Investment Facilitation Services like Issuance of Work Visa, Branch/Liaison Office, Security clearance and Issuance of Airport entry Passes.
- Integration of Investor's Grievance Cell with Citizen Portal.

In addition to them following policies have also been introduced by this Government to attract FDI.

- Electric Vehicle Policy
- Mobile Device Manufacturing Policy
- National SME Policy
- Strategic Trade Policy Framework
- National Textile Policy

Details of these initiatives are **annexed**.

Source: PBS & SBP.

Board of Investment
Islamabad

Steps taken/ being taken to enhance the FDI

Improving Ease of Doing Business

BOI, in consultation with all the relevant Ministries/Agencies and the Provincial Governments, is working on a comprehensive strategy to further improve Ease of Doing Business in Pakistan. According to World Bank, Doing Business 2020 Report, Pakistan improved its global ranking by 28 notches from 136 to 108 and we were declared the top reformer of South Asia and sixth on the globe. Pakistan improved in six areas measured by Doing Business report i.e. Starting a Business, Dealing with Construction Permits, Getting Electricity, Registering Property, Paying Taxes and Trading Across Borders.

Improving Business Climate through Pakistan Regulatory Modernization Initiative

The Prime Minister of Pakistan has launched “Pakistan Regulatory Modernization Initiative” to transform the regulatory landscape across the 3 tiers of government; federal, provincial and local government in Pakistan. PRMI is a comprehensive reform initiative that brings together all provinces, territories, and their respective departments to map, simplify, eliminate and automate regulatory landscape to reduce burden on businesses and elevate Pakistan among the top destinations for investment.

Using Special Economic Zones (SEZs) for Promoting Industrialization in the Country

Government has promulgated Special Economic Zones Act and the main objective of this act is to attract both local and foreign investment in the country and to enhance industrialization process. Income tax and Custom duty exemptions are allowed to the developers and enterprises located in these SEZs. Apart from fiscal incentives, other non-fiscal incentives like gas, electricity and other utilities are being provided at the zero-point of the Zones. Till date 22 SEZs has been notified.

Investment Promotion Strategy (IPS) 2020-23

To attract quality investment and to bring investment to GDP ratio at par with our competitors, BOI has launched Investment Promotion Strategy for the next three years 2020 to 2023 after extensive consultations with stakeholders, after studying the successful models of national, regional and global IPAs and their best practices. Strategy provides comprehensive investment cycle, it consisting of policy advocacy, market research, investment facilitation, promotion, protection including investors tracking and sector scanning and after-care services to investors and projects. Targets for FDI set in Investment

Promotion Strategy for Year 2020-21 is \$4 bn, \$ 4.5bn for FY 2021-22 and \$5bn for FY 2022-23.

Drafting a Comprehensive Investment Law

Presently foreign investors are provided protection to their investment through Foreign Private Investment (Promotion and Protection) Act, 1976, Economic Reforms Act, 1992 and several other federal, provincial and local legal frameworks. Keeping in view the global best practices a new comprehensive Investment Act is being devised and proposed to replace the existing legislation on investment protection.

Integration of Investor's Grievance Cell with Citizen Portal

BOI has integrated investor's grievance cell (foreign/ local) with citizen portal introduced by the Prime Minister's Office to further enhance the investors' confidence on government's resolve to solve their problems.

Investment Facilitation Services

BOI has developed online portal titled "Pakistan Online Visa System (POVS)" for processing and recommending work visa cases of foreign expatriates employed by the companies. BOI also made easy the registration of Branch and Liaison Offices and in this regard developed online portal "Branch Liaison Management Information System (BLMIS)" for online receipt and processing of branch/ liaison office by the foreign companies.

Mr.Chairman: Any supplementary please?

سینیٹر مشتاق احمد: شکریہ، چیئرمین صاحب۔ میرا ایک سوال تو یہ ہے کہ - June 2020 تک پاکستان میں FDI کی ratio کیا رہی ہیں؟ دوسری بات، میری معلومات کے مطابق FDI ratio shrink ہو رہی ہے۔ جو زیادہ high FDI ratio کا flow رہا ہے وہ 5.6 billion US dollar جو تھا وہ 2007 میں اور 5.4 billion US dollars جو ہے وہ 2008 میں تھا۔ FDI کا یہ inflow اس سے آگے نہیں بڑھ سکا۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ CPEC Projects میں بھی FDI shrink ہو رہا ہے اور non CPEC projects میں بھی FDI shrink ہو رہا ہے۔ ایک تو FDI کی 20 سالوں کی تفصیلات دینی چاہیے تھیں اور بتایا جائے کہ FDI کی صورتحال کیا رہی ہیں؟ تیسری بات، جو جواب دیا گیا ہے اُس میں مستقبل کا صیغہ

استعمال کیا گیا ہے۔ ہم یہ کریں گے اور ہم یہ کرنے جا رہے ہیں تو اُس میں کوئی concrete چیز نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! سچی بات یہ ہے کہ میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور! آپ جواب دیں گے؟ جی۔

جناب علی محمد خان (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور): جناب! دُنیا کا سب سے مشکل کام مشتاق بھائی کو مطمئن کرنا ہے۔ لیکن انہوں نے جو recent exact amount مانگی ہے وہ تو میں provide کر دوں گا۔ سینئر مشتاق پچھلے 20 سالوں کی FDI ratio مانگ رہے ہیں۔ میرے پاس ابھی پچھلے 10 سالوں کی تفصیلات موجود ہیں۔ میں کچھ figures ان کے ساتھ share کر سکتا ہوں کہ 2018-19 میں کوئی 51% ہماری FDI کم ہوئیں تھیں۔ اس وقت مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی اور میں یہاں کوئی الزام تراشی نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ جب CPEC projects مکمل ہوئے تو investment پھر recover ہوئی اور payments اُس میں کی گئیں۔ 2015-16 میں ہماری inflows 3256.3 million US dollars تھیں اور ہماری out flow 863.4 million US dollars کی رہی اور percentage جو ہے وہ 131.5% تھیں۔ 2016-17 میں 3110.8 million US dollars inflow تھیں اور out flows 704.2 million US dollars تھیں۔ اور پھر 2017-18 میں 3494 million US dollars inflow جو کہ اُس مالی سال میں اس میں اضافہ دیکھنے میں آیا۔ 714.2 million US dollars out flows تھیں اور 2018-19 میں جس طرح میں نے عرض کیا اُس میں بتدریج کمی دیکھنے میں آئی اور یاد رہے، اس وقت ہماری حکومت ابھی وجود میں نہیں آئی تھی۔ 3494.5 million US dollars کم ہو کر 2700.52 million dollars inflows اور outflows اس مالی سال میں بڑھی تھیں۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ جب کچھ CPEC projects مکمل ہوئے تھے اور payments and inter departments payments کی وجہ سے، جب payments کا outflow بڑھا بیرونی ممالک میں تو آپ کا net FDI کم ہوا اور net FDI اُس سے پچھلے سال 2017-18 میں 2780.3 million dollars تھا اور پھر اس سال 2019-20 میں جب ہماری حکومت آئی تو 1362.4 million US dollars ہو گیا۔

دیکھنے 2785.2 million dollars سے یہ مزید بڑھا اور اس میں improvement 724.6 million US dollars اور آئیں اور 3285.8 million US dollars تک گیا اور 1362 million US dollars out flow رہا۔ Net FDI میں کافی increase آئی اور پچھلے سال 1362 million US dollars تھا جو کہ ہماری حکومت کا پہلا سال تھا جب closing ہوئیں تو COVID-19 کی وجہ سے بعد میں 2561.2 million US dollars net FDI تھا۔ COVID-19 کی وجہ سے تمام کیونکہ جو continuous trend تھا اُس میں اچانک drop آیا کیونکہ دُنیا میں تمام businesses بند ہو گئے تھے۔ وہ figures بھی میرے پاس موجود ہیں۔ آخری 2019-2020 جولائی سے نومبر وہ تقریباً 1176.6 US million dollars تھا اور 312.3 US million dollars out flow تھا اور جو 2020-21 جولائی سے نومبر کا آخری data ہمارے پاس ہے وہ 1291 US million dollars رہا اور اُس میں inflow بڑھا تھا جو کہ باوجود اس کے کہ COVID-19 تھا۔ ایک سال پہلے 1176.6 US million dollars تھا اور پھر وہ بتدریج بڑھا اور 2191 US million dollars تک گیا۔ یہ کوئی بہت زیادہ اضافہ بھی نہیں ہے لیکن یہ دوسرے سالوں سے زیادہ تھا۔ ہمارے لیے خوشی کی بات یہ ہے کہ COVID-19 کی وجہ سے دُنیا میں یہ کم ہوا اور پاکستان میں باوجود اُن تمام تر مسئلے مسائل کہ جہاں US, UK, Germany & Japan اُن تمام ممالک کا GDP growth negative میں تھا، بحیثیت انسان تو ہمارے لیے یہ کوئی خوشی کی بات نہیں ہے۔ دُنیا میں جہاں بھی GDP کم ہوتی ہے تو ہم اس پر خوشی کا اظہار تو نہیں کر سکتے لیکن ہمارے لیے اعتماد کی بات یہ ہے کہ جہاں اتنے بڑے بڑے معاشی engines, Europe and USA جیسے ممالک وہ fail ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمارے ملک پر کرم کیا اور ہمارا GDP growth 3.9 کو touch کیا۔ یہ بات بہر حال ایک حقیقت ہے۔ جو انہوں نے main question کیا تھا تو اس کا ہم نے جواب دے دیا ہے کہ جی بالکل جو آپ کا net FDI , as to percentage of GDP وہ 0.37 سے 3.37 کے درمیان پچھلے 20 سالوں میں رہا ہے۔

Mr.Chairman: Senator Mohsin Aziz sahib. Any supplementary?

سینئر محسن عزیز: جناب چیئرمین! FDI کو نمبر سے ضرور measure کیا جاتا ہے لیکن میرا point of view یہ ہے کہ FDI ایسے شعبے میں آتی ہے کہ جہاں پر double the cost پر IPP لگاتے ہیں، LNG terminals لگاتے ہیں، پھر آپ اسے measure کرتے ہیں کہ FDI اتنی ہو گئی۔ Value added projects and labour intensive projects میں اگر FDI آتی ہے تو اسے ضرور welcome کرنا چاہیے، ہم جانتے ہیں کہ FDI کے لوگوں کو ہر ملک میں preference ملتی ہے۔ Value added projects and labour intensive projects کو technology کے project میں لایا جائے جہاں پر کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے۔ میرا سوال ہے کہ اس سلسلے میں کیا سوچا جا رہا ہے کیونکہ پہلے اس کے بارے میں نہیں سوچا گیا۔

Mr. Chairman: Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: جناب چیئرمین! میں اس چیز سے technically agree نہیں کرتا کہ پہلے نہیں سوچا گیا لیکن ان کوششوں کو بڑھایا جا رہا ہے۔ میں ماضی کی حکومتوں سے credit نہیں لے سکتا کہ آپ نے کوئی کوشش ہی نہیں کی لیکن ہم نے آکر کوشش کی ہے۔ محسن عزیز صاحب کا خود business community سے تعلق ہے، ہم industrial sector کو بڑھا رہے ہیں۔ موجودہ بجٹ میں وزیراعظم صاحب کی ہدایت پر Finance Adviser صاحب نے کوشش کی ہے کہ جتنا ہو سکے business and industrial friendly budget دیں۔ کچھ ایسی چیزیں ہیں کہ جسے ہم مارکیٹ نہیں کرنا چاہتے اور اسے ہم easy لیتے ہیں، جیسے ہمارے دوست جو کہ ہمارے سیاسی مخالف ہیں، مسلم لیگ (ن) کی leadership بہت claim کرتی تھی کہ وہ پاکستان میں industrial revolution لے کر آئیں گے اور پاکستان کو Asian tiger بنائیں گے۔ میاں صاحب اور ان کی تمام فیملی کا تعلق industrial sector سے رہا ہے اور وہ industrial sector کو champion کرنے کی بات کرتے رہے ہیں۔ فیصل آباد جسے پاکستان کا Manchester کہا جاتا ہے، وہاں پر 50 ہزار power looms بند پڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہم نے آکر ان سارے power looms کو چلایا ہے۔ وزیراعظم صاحب نے CPEC کے economic zone

Rashakai کو بھی launch کیا ہے، وزیراعظم صاحب ایک ہفتہ پہلے گوادر CPEC کے حوالے سے تشریف لے گئے تھے، کوشش کی جارہی ہے کہ انڈسٹری اور بزنس میں باہر سے investment لائی جائے، ہم raw material تو produce کرتے ہیں لیکن ہم value addition میں weak ہیں۔ میرے پاس economic zones کی تمام پوزیشن موجود ہے۔

Mr. Chairman: Next supplementary Senator Faisal Javed Sahib.

سینیٹر فیصل جاوید: جناب چیئرمین! FDI to GDP ratio کے سلسلے میں جو اقدامات کیے گئے ہیں، اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ "Improving Ease of Doing Business" اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پاکستان نے گزشتہ اڑھائی سالوں میں اس rating میں کافی improvement کی ہے اور reforms میں بھی اس کی appreciation آئی ہے۔ FDI کے بارے میں ایک بات کی جاتی تھی کہ one widow solution لایا جا رہا ہے، اس چیز سے آگاہ کر دیں کہ یہ کہاں تک پہنچا ہے کیونکہ ابھی بھی investors کو مختلف دروازے کھٹکھٹانے پڑتے ہیں۔ One widow پر کس حد تک کام ہوا ہے؟

Mr. Chairman: Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: جناب چیئرمین! Roshan Digital Account پر ہماری record inflow آئی ہے، اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ initiatives ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ Overseas Pakistanis اور investors کو red tapism کی مصیبت سے نجات دلائیں اور اس میں human interference کو کم کریں، لوگوں کو one widow پر لائیں، industries اور کامرس میں جو مختلف segments وہاں پر human interaction کو کم کیا جائے۔ میں آپ کو department wise detail دے سکتا ہوں۔ فرض کریں اگر آپ اسلام آباد motor vehicle کے بارے میں detail چاہتے ہیں، اسے ہم reform کرنے کی طرف لے جا رہے ہیں۔ ہم چاہ رہے ہیں کہ آپ

کو ایک ہی آفس میں جانا پڑے نہ کہ دس offices میں جائیں اور وہاں پر آپ کو لوگ ہر طرح سے blackmail کریں۔

Mr. Chairman: Next Question No. 3. Senator Fida Muhammad.

*Question No. 3 **Senator Fida Muhammad:** Will the Minister for Water Resources be pleased to state:

- (a) whether it is a fact that the under-ground water level is going down rapidly in the whole country especially in Balochistan and Khyber Pakhtunkhwa, if so, the steps taken or being taken by the Government to cope up with the issue; and
- (b) the details / tables of under-ground water level in every districts of Balochistan and Khyber Pakhtunkhwa during the last ten years (year-wise breakup)?

Minister for Water Resources: (a)

Response regarding Khyber Pakhtunkhwa

It has been observed that water level has been depleted in certain districts; PHE Department Khyber Pakhtunkhwa is monitoring water levels of drinking water schemes in Khyber Pakhtunkhwa. Water level is depleting due to over exploitation of ground water. Steps taken to address ground depletion by Government of Khyber Pakhtunkhwa and in particular by PHE Department are at **Annex-I**.

Response regarding Balochistan

Yes, the under-ground water level is going down rapidly throughout Balochistan. The Balochistan Province mostly falls in semi-arid to arid climatic region and ground water level usually depends on the rate of precipitation. Since last thirty years, Balochistan Province is facing drought like condition due to which water table is declining continuously. The Government of Balochistan has taken the following steps in order to protect ground-water aquifer:

1. The GoB has established Provincial Water Board and District Water Committee in order to discourage exploitation of ground-water aquifer.

2. Throughout Balochistan, non-registered tubewells have been strictly banned to avoid stress on groundwater.
3. GoB is encouraging plantation on the piedmont recharge zones to protect the natural eco-system and indirectly recharge zones.
4. Federal Government has accorded priority to water sector projects of Balochistan, which is witnessed by the fact that in financial year 2020-21, forty-five (45) water sector projects costing Rs. 91.666 billion were executed / initiated in Balochistan by Irrigation Department and PHE Department, GoB with Federal financing. In addition, four (04) projects costing Rs. 142.542 billion are also being executed by WAPDA in the province.

(b) **Response regarding Khyber Pakhtunkhwa**

The rate of water level depletion varies in different areas depending on the aquifer status, withdrawals and recharge of the aquifer etc. Average Water levels depletion of those districts where ground water is being extracted through pumping is given in details/tables of relevant districts of Khyber Pakhtunkhwa **Annex-II.**

Response regarding Balochistan

List of details / table of under-ground water level in Districts of Balochistan is placed at **Annex-III.**

Annexure-I

The Government of Khyber Pakhtunkhwa, based on provincial needs and in line with the recommendations of the National Water Policy has formulated an Integrated Water Resource Management (IWRM) strategy for the province. The main stakeholders are P&D, Irrigation, PHE, Agriculture, Environment, LG&RD Department, PEDO, Forest Department, University of Engineering and Technology Peshawar and Agriculture University. The strategy recognizes water as a precious and economic good for encouraging its rational use. The core rationale of the strategy is to maximize the resultant economic development and social welfare in an equitable manner from available water resources. Moreover under the Khyber Pakhtunkhwa Water Act 2020, Khyber Pakhtunkhwa Water Resource Commission has been formulated with head of concerned departments as members Chaired by the Chief Minister Khyber Pakhtunkhwa for conserving, redistributing, allocation of water resources and securing its proper use.

Public Health Engineering Department Khyber Pakhtunkhwa, has initiated a pilot project titled "Underground Water Study & Artificial Recharge on Pilot Basis" with ADP No. 302/190024(2020-21) for artificial recharge of the ground water in district Peshawar. Its impacts and benefits will be analyzed after its completion. After successful implementation the same will be replicated to other districts of the province. In addition department has issued instructions of optimum pumping hours of water supply from solar based drinking water supply schemes. Moreover, in other feasible areas, PHE Department has taken a paradigm shift of using surface water instead of ground water to preserve the ground water assets which include the following projects:

(a) Completed Surface Water Based Drinking Water Supply Schemes

1. Bulk Water Supply Scheme, Abbotabad.
2. Gravity Based Water Supply Scheme, Batkhella from River Swat.
3. Gravity Based Drinking Water Supply Scheme, Chitral Town.
4. Gravity Based Drinking Water Supply Scheme, Darosh Town.
5. Master Planning for Rural Areas of Khyber Pakhtunkhwa.
6. Feasibility Study for Greater Water Supply Scheme Peshawar from Mohmand Dam, Jabba Dam and Bara Dam

7. Around 1830 gravity flow Schemes in settle and 500 gravity flow schemes in NMDs have been completed.

(b) Surface Water Based Drinking Water Supply Schemes under implementation

1. Extension of Gravity Water Supply Scheme from Lawaghar and Chan Ghuz Dams to various UCs of Karak
 2. Gravity Water Supply Scheme from Lawaghar Dam to Karak City.
 3. Consultancy for F/S and Design of Mega DWSS base on surface Flow and other perennial Water Bodies in Merged Areas (AIP).
 4. Construction of Gravity Based Water Supply Schemes and Rehabilitation of Existing Infrastructure for Tehsil Matta to Kuza Bandai and Tehsil Khwazakhela to Charbah.
-

(c) Surface Water Based Drinking Water Supply Schemes under consideration

1. Gravity Based Safe Drinking Water Supply System in Malakpur, Buner, Khyber Pakhtunkhwa with the technical and financial assistance from KOIKA (Korea).
2. Drinking Water Supply Scheme Havelian Abbottabad with the technical and financial assistance from KOIKA (Korea).
3. Drinking Water Supply Scheme Haripur City with the technical and financial assistance from JICA
4. Feasibility Study for Drinking Water Supply Scheme Battagram Town.
5. Feasibility Study for Drinking Water Supply Scheme Dir Upper Town.
6. Drinking Water Supply Scheme Agra and Ranizai District Malakand.
7. Gravity Based Safe Drinking Water Supply Mansehra City (Saudi Development Funds)

Annexure-II

Data regarding Depletion of Ground Water Level in Last 10 Years

S.No	District	Year Wise Depletion in feet										Total Depletion in last 10 years (in feet)
		2011	2012	2013	2014	2015	2016	2017	2018	2019	2020	
1	Peshawar	0.68	0.68	0.77	0.77	0.77	0.85	0.85	1.02	1.02	1.11	8.51
2	Charsadda	0.41	0.41	0.46	0.46	0.46	0.51	0.51	0.62	0.62	0.67	5.14
3	Nowshera	0.28	0.28	0.32	0.32	0.32	0.35	0.35	0.42	0.42	0.46	3.52
4	Kohat	0.53	0.53	0.59	0.59	0.59	0.66	0.66	0.79	0.79	0.86	6.58
5	Karak	0.96	0.96	1.08	1.08	1.08	1.20	1.20	1.43	1.43	1.55	11.95
6	Hangu	0.43	0.43	0.49	0.49	0.49	0.54	0.54	0.65	0.65	0.70	5.41
7	Bannu	0.43	0.43	0.48	0.48	0.48	0.53	0.53	0.64	0.64	0.69	5.34
8	Lakki Marwat	0.77	0.77	0.87	0.87	0.87	0.96	0.96	1.16	1.16	1.25	9.64
9	Tank	0.76	0.76	0.86	0.86	0.86	0.95	0.95	1.14	1.14	1.24	9.53
10	DI Khan	0.63	0.63	0.71	0.71	0.71	0.79	0.79	0.95	0.95	1.03	7.90
11	Khyber	5.92	5.92	6.66	6.66	6.66	7.40	7.40	8.88	8.88	9.62	74.02
12	Mohmand	4.59	4.59	5.17	5.17	5.17	5.74	5.74	6.89	6.89	7.46	57.42
13	Bajaur	2.62	2.62	2.95	2.95	2.95	3.28	3.28	3.93	3.93	4.26	32.79
14	Kurram	2.06	2.06	2.32	2.32	2.32	2.58	2.58	3.09	3.09	3.35	25.75
15	Orakzai	0.21	0.21	0.23	0.23	0.23	0.26	0.26	0.31	0.31	0.34	2.60
16	N.Waziristan	0.04	0.04	0.04	0.04	0.04	0.05	0.05	0.06	0.06	0.06	0.48
17	S.Waziristan	0.08	0.08	0.09	0.09	0.09	0.10	0.10	0.12	0.12	0.13	0.98
18	Abbotabad	0.91	0.91	1.03	1.03	1.03	1.14	1.14	1.37	1.37	1.49	11.42
19	Buner	0.03	0.03	0.04	0.04	0.04	0.04	0.04	0.05	0.05	0.06	0.44
20	Lower Dir	1.39	1.39	1.56	1.56	1.56	1.73	1.73	2.08	2.08	2.25	17.34
21	Haripur	4.92	4.92	5.54	5.54	5.54	6.15	6.15	7.38	7.38	8.00	61.50
22	Malakand	1.10	1.10	1.24	1.24	1.24	1.38	1.38	1.65	1.65	1.79	13.77
23	Mansehra	0.42	0.42	0.47	0.47	0.47	0.53	0.53	0.63	0.63	0.68	5.26
24	Mardan	0.82	0.82	0.93	0.93	0.93	1.03	1.03	1.24	1.24	1.34	10.30
25	Shangla	0.67	0.67	0.75	0.75	0.75	0.83	0.83	1.00	1.00	1.08	8.33
26	Swabi	0.39	0.39	0.44	0.44	0.44	0.48	0.48	0.58	0.58	0.63	4.85
27	Swat	0.64	0.64	0.72	0.72	0.72	0.80	0.80	0.96	0.96	1.04	7.99
28	Upper Dir	0.05	0.05	0.05	0.05	0.05	0.06	0.06	0.07	0.07	0.08	0.60

Annex-III

Details/ Table of underground water level In Districts of Balochistan

S.NO.	District	Average Water Level
1.	Quetta	400'-600'
2.	Pishin	285'-400'
3.	Mastung	300'-400'
4.	Kalat	400'-800'
5.	Khuzdar	200'-300'
6.	Lasbela	80'-300'
7.	Killa Abdullah	300'-800'
8.	Killa Saifullah	200'-400'
9.	Zhob	75'-150'
10.	Sherani	70'-150'
11.	Muskhail	70'-140'
12.	Barkhan	80'-200'
13.	Harnai	40'-80'
14.	Sibi	60'-100'
15.	Awaran	40'-85'
16.	Kachhi (Bolan)	60'-100'
17.	Chagai	85'-180'
18.	Dera Bugti	45'-100'
19.	Gwadar	Nil (low availability)
20.	Turbat (Kech)	110'-200'
21.	Jaffarabad	Nil
22.	Kharan	80'-120'
23.	Kohlu	80'-250'
24.	Loralai	200'-400'
25.	Naseerabad	Nil (no ground water dependency / brackish water)
26.	Panjgoor	100'-400'
27.	Noushki	200'-300'
28.	Wahshuk	80'-100'
29.	Ziarat	600'-800'
30.	Sohbatpur	Nil (no ground water dependency / brackish water)
31.	Dukki	60'-120'
32.	Shaeed Sikandarabad	300'-500'
33.	Jhalmagsi	40'-150'

- Average Yearly draw down 20 feet.
- Stress areas where external recharge zone is not present i.e Kalt ,Mastung, Quetta and Pishin .

Mr. Chairman: Any supplementary question. Yes, Senator Fida Muhammad.

سینیٹر فدا محمد: جناب چیئرمین! KP میں pilot base پر underground water study and recharge project شروع کیا جا رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ project کب شروع ہوگا؟ خیبر پختونخوا کے پانچ اضلاع میں water level بہت تیزی سے نیچے جا رہا ہے، اب تک تقریباً 74 feet سے نیچے جا چکا ہے۔ سابقہ حکومت نے تقریباً آٹھ دس سال پہلے اس سلسلے میں study کی تھی، feasibility report بھی بنی تھی لیکن اس پر آج تک کوئی کام نہیں ہوا۔ بلوچستان میں بھی سالانہ 20 feet کے حساب سے زیر زمین پانی نیچے جا رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

Mr. Chairman: Minister of State for Parliamentary Affairs.

جناب علی محمد خان: جناب چیئرمین! مزا تو یہ ہے کہ لمبے سوال کا چھوٹا جواب ہو اور چھوٹے سوال کا لمبا جواب ہو۔ ان کا سوال لمبا تھا، ان شاء اللہ اس کا جواب چھوٹا ہوگا۔ اس سوال کے بارے میں میرے پاس کافی detail ہے۔ بلوچستان ہمیشہ neglected صوبہ رہا ہے اور یہاں پر بلوچستان کے rights کے بارے میں کافی باتیں ہوتی رہیں، تھوڑی سیاسی بات ہو جاتی ہے لیکن میں پریز کرنا چاہوں گا، ہم نے پچھلے پانچ سالوں میں وہ نظارے بھی دیکھے کہ ایوان میں حکومت کے ساتھ رہے لیکن opposition benches پر بیٹھتے رہے، ہر چیز میں گورنمنٹ کو ووٹ کرتے تھے لیکن بلوچستان پر کوئی rights لے کر نہیں گئے۔ بلوچستان کے مسائل میں سے ان کا ایک مسئلہ پانی کا بھی ہے، اگر آپ صوبائی دارالخلافہ کو سنبھالیں تو دل دکھتا ہے کہ وہاں پر لوگوں کو پانی کے مسائل ہیں، دل چاہتا ہے کہ جب آپ کو سنبھالیں پورٹ پرائز تو وہاں پر سبزہ ہو، درخت ہوں۔

جناب چیئرمین! بلوچستان میں ہمارے allies ہیں اور آپ کی جماعت سے بھی ہمارا گہرا تعلق ہے۔ مجھے یہ بتاتے ہوئے خوشی ہو رہی ہے کہ مرکزی حکومت کے تعاون سے 45 water projects شروع کیے جا رہے ہیں۔ مرکزی حکومت وہاں پر 91 ارب روپے کے water projects شروع کر رہی ہے، 142.52 بلین کے چار بڑے projects واپڈا شروع کر رہی ہے۔ خیبر پختونخوا میں پچھلے دور میں ہماری پانچ سال حکومت رہی،

2020 میں Water Act pass ہوا، وہاں پر Water Resource Commission قائم ہوا، مختلف studies ہوئیں کہ جو پانی کے قدرتی ذخائر ہیں انہیں کیسے recharge کیا جائے، check dams بنائے جائیں۔ سینیٹر فدا محمد صاحب کو سن کر خوشی ہوگی کہ دریائے سوات جو ان کے اور میرے علاقے سے گزرتا ہے، وہاں پر gravity based water supply scheme Batkhela مکمل ہو چکا ہے، اگر فدا صاحب پتھر پھینکیں تو بٹ خیلہ تک پہنچ سکتا ہے۔ Abbottabad Bulk Water Supply Scheme مکمل ہو چکی ہے، چترال ٹاؤن کے لیے gravity based drinking water scheme مکمل ہو چکی ہے، دروش ٹاؤن میں مکمل ہو چکی ہے۔ اس کے علاوہ جو خیبر پختونخوا کے rural areas کی master planning کی جا رہی ہے، feasibility study for Mohmand Dam, Jab Dam and Bara Dam کی جا رہی ہے۔ یہ projects ہم سب کا pride ہیں، آپ کی حکومتوں میں اس کے بارے میں سوچا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ Mohmand Dam شروع ہو چکا ہے، اس سے پشاور ویلی بہت ذرخیز ہوگی۔ میرے پاس on-going projects کی seven lists اور تقریباً چار دوسری lists ہیں۔ اگر کوئی اور supplementary ہو تو میں وہ details بھی دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: سینیٹر تاج حیدر صاحب۔

سینیٹر تاج حیدر: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میرے سوال کے دو حصے ہیں۔ پہلا سوال ہے، کیا زیر زمین آبی ذخائر کے لیے کوئی hydrogeological studies ہو رہی ہیں کہ ان کو دریافت کیا جائے۔ میرے سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ گوادر سے 25 kilometres مشرق میں RO plants سمندری پانی کو صاف کرنے کے لیے لگے ہوئے تھے لیکن وہ کئی برس سے بند ہیں۔ اسی طرح دو یا تین plants ہیں جو ڈبوں میں پڑے ہوئے ہیں اور coastal area میں سمندری پانی کو پینے اور زراعت کے لیے صاف کیا جاتا ہے تو کیا اس میں کوئی پیشرفت کی جا رہی ہے۔ میں خود جب وہاں پر CPEC کمیٹی کو لے کر گیا تھا تو میں نے یہ پیشکش کی تھی کہ ہم اس کو free of cost repair کر دیں گے اور یہ چلنے لگیں گے۔ ہم نے سندھ میں کوئی 2000 RO plants لگائے ہیں۔ میں نے یہ بھی پیشکش کی تھی کہ ہم سندھ حکومت کی طرف سے گوادر کے

عوام کے لیے 10 RO plants present کر سکتے ہیں۔ ان پر پیشرفت نہیں ہوئی، ساحلی پٹی میں پینے اور زراعت کے لیے پانی حاصل کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے، وہ بہت آرام سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

Mr. Chairman: Minister of State for Parliamentary Affairs please.

جناب علی محمد خان: سینیٹر تاج حیدر صاحب نے پر مغز اور پر اثر بات کی ہے، اس کا سوال سے تعلق تو ہے لیکن اس کے لیے exact information چاہیے۔ میری یہ recommendation ہے، میں ان سے یہ بات کہہ کر جان نہیں چھڑانا چاہتا کہ آپ fresh question دیں۔ میری یہ recommendation ہے کہ انہوں نے جس حصے کو point out کیا ہے، اگر ہم اس کو کمیٹی میں بھیج دیں کہ بند water projects کو کھولنے کے لیے کیا کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کمیٹی میں سیر حاصل گفتگو ہو جائے گی تو صرف جواب دینا مقصد نہیں ہے بلکہ مسئلے کو حل کرنا مقصد ہے، اگر آپ اس کو کمیٹی کو refer کر دیں۔

جناب چیئرمین: اس معاملے کو کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے، اس میں سینیٹر تاج حیدر صاحب بھی ہیں۔ اگلا سوال نمبر 4 سینیٹر مشتاق احمد صاحب کا ہے۔

*Question No. 4 **Senator Mushtaq Ahmed:** Will the Minister of Human Rights be pleased to state whether it is a fact that two major Human Rights institutions i.e. National Commission for Human Rights (NCHR) and National Commission on the Status of Women (NCSW) are working without Chairpersons since 2019, if so, reasons thereof, indicating also the steps taken by the Government for the appointment of Chairpersons of both institutions?

Dr. Shireen M. Mazari: The operationalization of National Commission for Human Rights (NCHR) and National Commission on the Status of Women (NCSW) is priority of the Government. The appointment of Chairperson and Members NCHR and Chairperson NCSW is already in process.

In this regard, three names for each post of NCHR have been forwarded by the Honourable Prime Minister and Leader of the Opposition in the National Assembly to the Parliamentary Committee on Appointment of Chairperson and Members NCHR

under Section 4(2) of the NCHR Act, 2012. The Parliamentary Committee shall, now, forward the names of the nominees confirmed by it to the President of Islamic Republic of Pakistan, who shall appoint the Chairperson and Members, accordingly.

The Honourable Prime Minister and the Leader of Opposition in the National Assembly have also forwarded their respective nominations to the Parliamentary Committee for appointment of Chairperson, NCSW. The Parliamentary Committee shall, now, forward the name of the nominee confirmed by it to the Prime Minister, who shall appoint the Chairperson, accordingly.

The delay in appointment of Chairpersons NCHR and NCSW occurred due to litigation in the Islamabad High Court. The Islamabad High Court vide its order dated 29-03-2021 ordered for re-publication of public notice in the newspapers. However, the Chief Justice Supreme Court of Pakistan in a hearing held on 27th April 2021 modified the Islamabad High Court orders dated 29-03-2021 and directed to expedite the process of appointment of Chairperson NCSW and Chairperson, Members NCHR.

In addition, the consultation process as required under Section 4(2) of the NCSW Act, 2012 and Section 4(2) NCHR Act 2012 to finalize three names for each post has also contributed towards delaying the process of making appointments of both institutions.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! میں نے پوچھا ہے کہ 2019 سے National Commission on Human Rights and National Commission on the Status of Women وہ غیر فعال ہیں تو انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ ہاں وہ غیر فعال ہیں، incomplete ہیں۔ یہ بہت زیادہ افسوسناک بات ہے کہ National Commission on Human Rights and National Commission on the Status of Women 2019, 2020 اور اب 2021 ہے تو یہ complete نہیں ہوئے ہیں۔ یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ اس کو کمیٹی میں بھیجا جائے اور اس پر بات ہونی چاہیے۔

interviews and کو 2021 جون 15 میرا دوسرا سوال ہے کہ elections ہوئے ہیں، میری معلومات کے مطابق فوزیہ وقار نے 6 votes لئے ہیں اور نیلوفر بختیار نے 5 votes لئے ہیں، ابھی اس کا record نہیں آیا، وہ notify نہیں ہوئے، یہ کیوں نہیں ہوئے اور اس پر appointment کیوں نہیں ہوئی اور proceedings بھی نہیں آئیں۔ اسی طرح litigation کی بات کی گئی ہے تو litigation کیوں ہے، یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ یہ Human Rights کے حوالے سے ابہم bodies ہیں جب ان کی مدت پوری ہو رہی ہے، اس سے دو تین ماہ پہلے initiate کیا جائے کہ جیسے ہی مدت پوری ہو جائے تو نئے لوگ آ کر charge سنبھالیں۔ یہ غیر فعال اور عدم فعالیت کی کیفیت میں نہ جائیں۔ اس کی تفصیل دیں لیکن جو جواب دیا گیا ہے، وہ قابل اطمینان نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Human Rights.

ڈاکٹر شیریں ایم مزاری (وزیر برائے انسانی حقوق): جناب! جواب کافی تفصیل سے دیا گیا ہے، بہر حال میں ان کو اور بھی بتا دیتی ہوں۔ NCSW کی کمیٹی کو chair کرنے کے لیے تھی، اس کی proceedings and minutes نہیں ہیں۔ یہ پارلیمانی کمیٹی ہے، ان کی in camera proceedings ہوئیں، ہم نہ invite تھے اور نہ ہم اس کا حصہ تھے۔ دونوں ایوانوں کی پارلیمانی کمیٹی بنی ہوئی ہے، آپ ان سے پوچھیں کیا ہوا اور proceedings آئیں۔ البتہ Supreme Court نے Chair of the Committee کو to give an explanation کے لیے summon کیا ہے کیونکہ Supreme Court نے دونوں commissions کا case take up کیا ہوا ہے۔ جہاں تک delay کا تعلق ہے تو یہ delay نہیں ہونی چاہیے تھی۔ ہم نے یہ دونوں posts فوری طور پر advertise کر دی تھیں۔ National Commission on Human Rights کے جو پرانے Chairman تھے، وہ اسلام آباد ہائی کورٹ چلے گئے تھے کیونکہ ہم نے Law Minister سے پوچھ کر اور clear کر کے post advertise کی تھی کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس میں limit رکھیں تاکہ کوئی young people آسکیں اور higher limit رکھیں he went to court اور ہمیں stay order vacate کرنے کے لیے کافی عرصہ لگا اور ہمیں اس میں

کافی دقت ہوئی۔ ہم نے stay order vacate کیا تو اسلام آباد ہائی کورٹ نے فیصلہ کیا کہ آپ اس کو دوبارہ advertise کریں، اس میں almost one year court کے case کی وجہ سے delay ہوا، یہ NCHR کی بات کر رہی ہوں۔ ہم نے اس کے بعد advertise کیا، Prime Minister and Prime Minister's Office کی طرف سے، because we are the receiving Ministry نے ہم نے process کیا اور within two months after the date of the advertisement had closed. ہم نے سارے Prime Minister's Office کو بھیج دیے اور Prime Minister's Office نے order of merit پر تین کا کیا اور باقی سب order of merit پر place کئے۔ Prime Minister's Officer سے Leader of the Opposition کو ساری files and nominations چلی گئیں اور Prime Minister کے preferences بھی چلے گئے۔

جناب! اس کے بعد کوئی آٹھ مہینے یا ایک سال لگا ہے جب finally اسلام آباد ہائی کورٹ نے notice لیا، اس وقت Leader of the Opposition نے respond کیا اور اپنے نام بھیجے۔ اب اس کی بھی پارلیمانی کمیٹی بنی ہوئی ہے اور اس میں نہ ہمارا کوئی تعلق ہے، نہ ہم اس کا حصہ ہیں، اس کی in camera meetings ہوتی ہیں، آپ پارلیمانی کمیٹی سے پوچھیں۔ Meanwhile اس سے پہلے یہ meetings ہوں تو اسلام آباد ہائی کورٹ نے پھر ایک اور order دیا کہ آپ یہ جو اشتہار دے رہے ہیں، یہ سارے غلط ہیں، آپ applications مت invite کریں، حکومت outstanding لوگوں سے پوچھیں اور ان سے کہیں کہ آپ اس کمیشن کے رکن بن جائیں یا chair بن جائیں، آپ advertise نہ کریں۔ Supreme Court نے وہ فیصلہ set aside کر دیا ورنہ ہمیں دوبارہ پورا process کرنا پڑتا۔ Supreme Court نے notice لیا اور انہوں نے کہا کہ پارلیمانی کمیٹی جلد از جلد فیصلہ کریں تو اب وہ فیصلہ وہاں پر اٹکا ہوا ہے۔ میں بتاتی چلوں کہ National Commission on the Status of Women Members appoint وہ ہو چکے ہیں کیونکہ وہ Prime Minister کا prerogative ہے، وہ بات صرف چیئر پرسن پر اٹکی ہوئی ہے اور وہ

اب کمیٹی نے کرنا ہے جو بھی کرنا ہے۔ نہ میں نے کرنا ہے، نہ Opposition نے کرنا ہے اور نہ Prime Minister نے کرنا ہے، اس پر پارلیمانی کمیٹی فیصلہ کرے گی۔

جناب! ہماری Ministry کی طرف سے on behalf of the Prime

Minister 12 reminders Leader of the Opposition کو گئے تھے کہ آپ براہ مہربانی اپنی nominations بھیجیں، اگر آپ Prime Minister کی nominations سے agree نہیں کرتے اور NCHR 5 reminders کے حوالے سے گئے تھے۔ یہ سارا ایک unfortunate process ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ this law اس procedure we should bring it again in Parliament, میں کچھ amendment کریں تاکہ اس قسم کی رکاوٹیں نہ آئیں جب political polarization ہے تو ساری selections اس پر ہوتی ہیں۔ آپ کو بھی پتا ہے کہ Election Commission میں بھی نئے Election Commissioner کو appoint کرنے لیے کافی تاخیر ہوئی تھی۔ یہ سارا problem ہے اور اس طرح procedure ہے اور اس میں حکومت appoint نہیں کر سکتی، یہ Leader of the Opposition and the Leader of the House نے آپس میں فیصلہ کرنا ہے، اگر فیصلہ نہیں ہوگا تو پارلیمانی کمیٹی کرے گی۔ اب دونوں پارلیمانی کمیٹی میں کچھ عرصے سے ہیں، آپ اس لیے اپنی committees سے کہیں کہ وہ جلدی فیصلہ کرے۔

جناب چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ سینیٹر نزہت صادق صاحبہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

سینیٹر نزہت صادق: جناب چیئرمین! آپ کا بہت شکریہ۔ میں وزیر صاحبہ کا highest regard کرتی ہوں، یہ خواتین کے حوالے سے bills کو بہت support کرتی ہیں جو خواتین کے حوالے سے specially ہوتے ہیں۔ I want to clear this کہ انہوں نے کہا ہے کہ پارلیمانی کمیٹی کا کام ہے۔ یقیناً اس کا کام ہے اور 15 تاریخ کو meeting ہوئی ہے اور وہاں پر 15 تاریخ کو شفاف election ہوا ہے اور نیلوفر بختیار صاحبہ کو 5 votes ملے اور فوزیہ صاحبہ کو 6 votes ملے۔ ہماری چیئر پرسن صاحبہ جو پہلی meeting میں elect ہوئی تھیں، ان کو nominate کیا گیا تھا، فلک صاحبہ بیٹھی ہیں، اس وقت انہوں نے اس meeting کو chair

کیا تھا، وہاں پر clearly result سامنے آ گیا تھا، I want to clear this اس میں یہ ambiguity نہ رہے، میں clarity کے لیے بتا رہی ہوں۔ انہوں نے وہاں پر کہا کہ میرا vote اس کو جائے گا جن کے 5 votes تھے، ان کا vote cast نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ tie نہیں تھا، Rules کہتے ہیں کہ اگر tie ہو گا تو ان کا vote cast ہو گا، یہ بات clear ہو گئی۔

جناب چیئرمین: آپ ضمنی سوال کریں۔

سینئر ذہت صادق: ہم نے لکھ کر دیا اور ہم نے سپیکر صاحب کے لیے بھیجا کہ آج ہی یہ appoint ہو ہے اور اس کے بعد انہوں نے یہ appointment announce کرنی ہے۔ اب announcement کی دیر ہے، کمیٹی نے اپنا کام کر دیا ہے، کمیٹی نے الیکشن کر دیا ہے اب result announce کرنا ہے، وہ جلد کر دیں گے تو یہ ادارہ اچھی طرح سے فعال ہو جائے گا۔ میں نے صرف یہ بات بتانی تھی۔

جناب چیئرمین: گیلانی صاحب کی بات بھی سن لیں اور پھر اٹھتے جواب دے دیں کیونکہ یہ سوال نہیں ہے۔ جی منسٹر صاحبہ بولیں۔

محترمہ شیریں ایم مزاری: اول تو جو بھی کمیٹی میں ہو اوہ میری ذمہ داری نہیں ہے، یہ پارلیمانی کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔ چیئر پرسن نے کہا کہ

before becoming Chair, she is a member of the Committee and as a member of the Committee she has a right to cast a vote.

(Interruption)

جناب چیئرمین: انہیں بات کرنے دیں، آپ لوگ براہ مہربانی بعد میں جواب دے دینا۔ محترمہ شیریں ایم مزاری: جناب چیئر مین! میں یہ کہہ رہی ہوں کہ انہوں نے یہ کہا کہ میرا

I am casting a vote....، right as a Committee member

(مداخلت)

جناب چیئر مین: سینئر صاحبہ آپ تشریف رکھیں۔ ان کی پوری بات سنیں۔

محترمہ شیریں ایم مزاری: اگر صحیح ہے یا غلط ہے تو according to the rules یہ کمیٹی decide کرے، اس میں نہ میرا اور نہ حکومت کا کچھ ہے، یہ سپیکر، چیئر مین سینیٹ اور پارلیمانی

کمیٹی decide کرے، اس بارے میں آپ ان سے جا کر بحث کریں۔ Meanwhile
Supreme Court نے Chairperson of the Committee کو سمن کر دیا
ہے۔

جناب چیئرمین: جناب یوسف رضا گیلانی صاحب، ضمنی سوال؟

سینیٹر سید یوسف رضا گیلانی: جناب چیئرمین! معزز وزیر صاحبہ نے یہی کہا ہے کہ
it is the role of the Committee to take a decision. The
Committee has already taken the decision اور وہ الیکشن ہو گیا، اب
جس کی majority ہے اسے declare کریں۔

جناب چیئرمین: جی وزیر صاحبہ۔

محترمہ شیریں ایم مزاری: جناب چیئرمین! میری بات سنیں کہ اسے میں نے تو
declare نہیں کرنا ہے، اسے تو پارلیمانی کمیٹی نے declare کرنا ہے تو آپ ان سے پوچھیں،
مجھے کیا کہہ رہے ہیں۔

I am not the authority, it is the Chair and the Parliament
to decide.

جناب چیئرمین: جی سینیٹر مشتاق احمد صاحب۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! اسی مسئلے پر بولوں؟

جناب چیئرمین: نہیں جناب، اگلے سوال پر۔

سینیٹر مشتاق احمد: جناب چیئرمین! اس مسئلے کو آپ کمیٹی کو بھجوادیں۔

جناب چیئرمین: کمیٹی کا اس لیے نہیں کہا کیونکہ یہ already Committee کے

پاس ہے، اسے میں کیسے کمیٹی میں بھیجوں۔ پارلیمانی کمیٹی کے پاس ہے۔

سینیٹر مشتاق احمد: الیکشن ہوا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: اسے پہلے settle ہونے دیں، سپریم کورٹ نے بھی اس کا نوٹس لے لیا

ہے۔ آپ ابھی اپنے سوال پر آجائیں۔

سینیٹر مشتاق احمد: جب سپریم کورٹ نوٹس لیتی ہے تو ہمیں بھی نوٹس لینا چاہیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی، یہ سوال ختم ہو گیا ہے، سینیٹر مشتاق احمد صاحب براہ مہربانی
اگلا سوال۔ مشتاق صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ وہ کمیٹی جانے اور اس کا کام جانے، میرا کام نہیں ہے۔ جی مشتاق صاحب
براہ مہربانی سوال کریں۔

*Question No. 5 **Senator Mushtaq Ahmed:** Will the Minister for Energy (Power Division) be pleased to state the total electricity quota of Khyber Pakhtunkhwa; indicating also the quantum of electricity provided to Khyber Pakhtunkhwa since June 01, 2020 till June 2021 according to the said quota?

Mr. Muhammad Hammad Azhar: Average Monthly Demand, Allocation and Drawl data of DISCOs of Khyber Pakhtunkhwa i.e. PESCO and TESCO, since 1st June, 2020 to June 2021, is attached at **Annex-I**.

Quantum of Electricity provided to Khyber Pakhtunkhwa since June 2020

Month	PESCO				TESCO				TOTAL		
	Average Demand (MW)	Average Allocation (MW)	Average Drawl (MW)	Average Demand (MW)	Average Allocation (MW)	Average Drawl (MW)	Average Demand (MW)	Average Allocation (MW)	Average Demand (MW)	Average Allocation (MW)	Average Drawl (MW)
Jun-20	2,455	2,459	1,711	167	204	127	2,622	2,663	2,663	2,663	1,838
Jul-20	2,724	2,750	1,896	178	204	137	2,902	2,954	2,954	2,954	2,033
Aug-20	2,715	2,746	1,904	177	202	135	2,892	2,948	2,948	2,948	2,039
Sep-20	2,240	2,272	1,589	171	194	133	2,411	2,466	2,466	2,466	1,722
Oct-20	1,868	1,934	1,278	170	190	126	2,039	2,125	2,125	2,125	1,404
Nov-20	1,818	1,847	1,130	171	186	125	1,989	2,033	2,033	2,033	1,255
Dec-20	2,004	2,005	1,222	177	192	127	2,181	2,197	2,197	2,197	1,349
Jan-21	1,986	2,000	1,177	155	185	105	2,141	2,185	2,185	2,185	1,282
Feb-21	1,779	1,903	1,059	141	174	96	1,919	2,077	2,077	2,077	1,155
Mar-21	1,655	1,798	973	128	170	95	1,783	1,969	1,969	1,969	1,068
Apr-21	1,572	1,714	1,116	122	171	99	1,694	1,885	1,885	1,885	1,215
May-21	1,906	1,951	1,335	138	174	102	2,044	2,125	2,125	2,125	1,437
*June-21	2,334	2,350	1,530	144	201	104	2,478	2,551	2,551	2,551	1,634

*June 2021 data is upto 23rd June 2021.

Errors and Omissions expected, as this data is telephonically obtained by NPCC from DISCOs due to lack of live SCADA System.

جناب چیئرمین: Question No.5, وزیر توانائی حماد اظہر صاحب کہاں چلے گئے ہیں؟ پھر وزیر صاحب چلے گئے ہیں۔ علی محمد خان صاحب اس سوال کا جواب آپ دیں گے؟

جناب چیئرمین: حماد صاحب کہاں ہیں؟ کیا وہ آرہے ہیں یا میں next question پر جاؤں؟ اگلے سوال پر چلتے ہیں، وہ قومی اسمبلی میں گئے ہوں گے۔ سینیٹر زر قاسم سہروردی تیمور صاحبہ، آپ کا سوال۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے تمام اراکین ایوان سے walk-out کر گئے)

*Question No. 6 **Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur:** Will the Minister Incharge of Prime Minister's Office be pleased to state:

- whether it is a fact that Chief Secretaries of the four provinces had informed the Prime Minister about the rampant adulteration of essential food items including milk, ghee, cooking oil, drinking water, meat and pulses in February 2020, if so; and
- whether it is also a fact that the Prime Minister had also directed the Chief Secretaries of four provinces to take special measures for controlling the issues mentioned in part (a), if so, the present status of implementation there upon?

Minister Incharge of Prime Minister's Office: The reply to the question is as under:

(a) The Prime Minister took notice of the food adulteration and directions were conveyed to Chief Secretaries of the four provinces on 15th November, 2019 to closely monitor the quality of food items. Presentations were taken from the Provincial Governments on this issue during a meeting held on 5th December, 2019. The Provincial Governments were, accordingly directed to undertake a comprehensive exercise to compile authentic data to ascertain the nature and extent of adulteration of food items, which should serve as a basis for developing Action Plan against this issue.

The Prime Minister, during a meeting on Prices of Essential Food Items and Food Adulteration held on 13th February, 2020, directed to the Provincial Chief Secretaries and Chief Commissioner (ICT) to prepare their Action Plans to address the

challenge of food adulteration on a permanent basis. The Plans would initially focus on five essential food items i.e. milk, pulses, spices, ghee/cooking oil and water and encompass administrative, preventive, preemptive, sensitization and legislative measures with specific timelines for effective implementation. All provincial governments informed that their respective Action Plans have been formulated.

(b) During the meeting on Price Control held on 6th July, 2020, the Provincial Governments were advised to step up their efforts to check food adulteration/contamination to protect the vulnerable consumers from health risks. All provincial governments have informed that efforts have been made to check food adulteration.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Zarqa Suharwardy Taimur: No, sir.

جناب چیئر مین: منسٹر صاحبہ نے کیا اشارہ کیا ہے؟ ڈاکٹر شیریں مزاری صاحبہ آپ نے کیا

اشارے کیے ہیں؟

¹The question hour is over. The remaining questions and their printed replies placed on the Table of the House shall be taken as read.

Question No. 1 **Senator Syed Muhammad Sabir Shah:** Will the Minister for Energy (Power Division) be pleased to state:

- (a) whether it is a fact the main transmission electric line to District Tourghar is passing exactly above the Houses of village Bahrra, Union Council Nika Pani, Tehsil Darband, Distric Mansehra; and
- (b) the steps taken by the Government to change the main transmission line or the safety measures taken to ensure the protection of residents of that village ?

Reply not received.

¹ [All the questions and their printed replies were taken as read and placed on the table of the House.]

Leave of Absence

جناب چیئرمین: سینیٹر سید علی ظفر صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر گزشتہ ۳۱۲ ویں اجلاس کے دوران مورخہ ۲۵ جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: سینیٹر سید مظفر حسین شاہ صاحب بعض نجی مصروفیات کی بنا پر مورخہ ۱۲ جولائی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟
(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: فدا محمد صاحب آپ جائیں اور اپوزیشن کے اراکین کو منا کر لائیں۔
Chief Whip صاحب۔

Order No.3. Report of the Standing Committee, Senator Muhammad Hamayun Mohmand, Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination, please move Order No.3.

Presentation of report of the Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination on 'The Federal Medical Teaching Institutes Bill, 2021'

Senator Muhammad Hamayun Mohmand: I, Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination, present report of the Committee on the Bill to re-organize the Federal medical teaching institutes and teaching hospitals thereof [The Federal Medical Teaching Institutes Bill, 2021].

Mr. Chairman: Report stands laid. Senator Muhammad Hamayun Mohmand, Chairman, Standing

Committee on National Health Services, Regulations and Coordination, please move Order No.4.

Presentation of report of the Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination on 'The National Institute of Health (Re-organization) Bill, 2021'

Senator Muhammad Hamayun Mohmand: I, Chairman, Standing Committee on National Health Services, Regulations and Coordination, present report of the Committee on the Bill to re-organize and create the National Institute of Health [The National Institute of Health (Re-organization) Bill, 2021].

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No.5, Senator Mohsin Aziz, Chairman, Standing Committee on Interior, please move Order No.5.

Presentation of report of the Standing Committee on Interior on 'The Mutual Legal Assistance (Criminal Matters) (Amendment) Bill, 2021'

Senator Mohsin Aziz: I, Chairman, Standing Committee on Interior, present report of the Committee on the Bill further to amend the Mutual Legal Assistance (Criminal Matters) Act, 2020 [The Mutual Legal Assistance (Criminal Matters) (Amendment) Bill, 2021].

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No.6, Senator Syed Ali Zafar, Chairman, Standing Committee on Law and Justice, please move Order No.6.

**Presentation of Report of the Standing Committee on
Law and Justice on 'The Enforcement of Women's
Property Rights (Amendment) Bill, 2021'**

سینیٹر سید علی ظفر: شکریہ، جناب چیئرمین! اس سے پہلے کہ میں یہ move کروں، مجھے اس کی background بتانی تھی۔ میں صرف دو منٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین: جی۔ please.

سینیٹر سید علی ظفر: جناب چیئرمین! بیگ صاحب کی پچاس سال پہلے وفات ہوئی اور شریعہ کے مطابق بیگ صاحب کے ورثاء میں ایک بیوہ، چار بچیاں اور دو بھائی تھے۔ وہ جو دو بھائی صاحبان تھے انہوں نے بیوہ کا اور ان کی چار بہنوں کا جو حق بنتا تھا وہ انہیں نہیں دیا اور عدالت میں لے گئے۔ پچھلے سال، پچاس سالوں کے بعد عدالت نے یہ فیصلہ کیا ہے جس میں اس بیوہ اور جو بیٹیاں تھیں ان کو حق ملا۔ بلکہ بیوہ وفات پا گئیں، دو بچیاں بھی وفات پا گئیں۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں یہ ہوتا رہتا ہے۔ اس طرح ہوتا رہتا ہے کہ کچھ خاندان ہیں جہاں مرد حضرات نہیں چاہتے کہ ان کی جائیداد بہنوں یا ماؤں کو جائے اور وہ ان کو عدالت میں لے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: Welcome! شیری رحمن صاحبہ، آئیے۔

(اس موقع پر اپوزیشن کے اراکین ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

سینیٹر سید علی ظفر: بہت سی عورتیں عدالت نہیں جاسکتیں، کچھ لوگوں کو دھمکیاں دی جاتی ہیں اور پھر ایک اور غیر شرعی حرکت کی جاتی ہے وہ یہ کہ انہیں give-up کر دیا جاتا ہے، انہیں force کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا right in the property give-up کر دیں، حالانکہ ہمارے آئین میں بڑا clearly یہ لکھا ہوا ہے کہ حکومت کا کام ہے کہ وہ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کرے گی۔ اب حکومت ایک بل لے کر آئی اور وہ بل قانون بن گیا، اس قانون کے ذریعے یہ ہوتا تھا کہ جہاں کوئی مسئلہ یا dispute نہ ہو کہ ایک عورت کو property ملنی ہے، وہ عورت directly ombudsman کے پاس جاسکتی ہے، بجائے اس کے کہ وہ عدالتوں کا چکر لگائے۔ وہ Ombudsman کے پاس جاسکتی ہے اور Ombudsman ایک summary طور پر فیصلہ کر کے اس کو جائیداد دے سکتا ہے لیکن جو یہ قانون pass ہوا، اس میں ایک مسئلہ تھا۔ مسئلہ یہ

تھا کہ Ombudsman کے فیصلے کے خلاف اپیل کا حق، reference file کرنے کا حق نہیں دیا گیا۔ کمیٹی میں جب یہ معاملہ آیا تو کمیٹی کے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ چھوٹی سی amendment ہے اور ضروری ہے۔ یہ ایک ایسی amendment ہے جو آئین کے مطابق بھی ہے اور شریعت کے مطابق بھی کہ اپیل ضرور higher forum تک جاسکے۔ لہذا، ہم نے یہ تجویز دی ہے، ہم نے majority سے یہ approve کیا ہے کہ یہ بل ہاؤس کے سامنے رکھا جائے تاکہ اسے pass کیا جائے۔

I, Chairman, Standing Committee on Law and Justice present the report of the Committee on the Bill to amend the Enforcement of Women's Property Rights Act, 2020 [The Enforcement of Women's Property Rights (Amendment) bill, 2021].

Mr. Chairman: Report stands laid. Order No.7 is in the name of Mr. Ijaz Ahmad Shah, Minister for Narcotics Control. On his behalf, Mr. Ali Muhammad Khan sahib may please move the Order.

**Introduction of the Control of Narcotic Substances
(Second Amendment) Bill, 2021**

Mr. Ali Muhammad Khan: Thank you Mr. Chairman. On behalf of Mr. Ijaz Ahmed Shah, Minister for Narcotics Control, I want to move that the Bill further to amend the Control of Narcotic Substances Act, 1997 [The Control of Narcotic Substances (Second Amendment) Bill, 2021], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed? No. The Bill stands referred to Standing Committee concerned. There is a Calling Attention Notice at Order No.9 in the names of honourable Senator Sherry Rehman, Senator Rana Maqbool Ahmad, Senator Azam Nazeer Tarar, Senator

Mian Raza Rabbani, Senator Kamran Murtaza, Senator Mushtaq Ahmed, Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri and Senator Hafiz Abdul Karim. Who will move it? Mushtaq sahib, please.

Calling Attention Notice moved by Senator Mushtaq Ahmed regarding Tragic Train Crash in Ghotki

Senator Mushtaq Ahmed: I wish to draw attention of the Minister for Railways, towards the tragic train crash in Ghotki in which sixty-six passengers lost their lives and many sustained injuries.

جناب چیئر مین! یہ ایک بہت اندوہناک حادثہ تھا اور اس سے ایک صدے کی لہر کراچی سے چترال تک travel کر گئی۔ پورا پاکستان سوگ میں تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ ٹرین کے جو حادثات ہورہے ہیں، ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں سالانہ 125 minor accidents trains کے ہوتے ہیں۔ اس صورتحال کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے اور جیسے ابھی Question Hour میں بھی آیا کہ صرف ٹرین ہی پٹری سے نہیں اتری ہوئی، حکومت کا تقریباً ہر ادارہ پٹری سے اترا ہوا ہے اور ایک chaos کی صورتحال سامنے آرہی ہے۔ ریل گاڑیاں موت گاڑیاں بن چکی ہیں جس میں ایک ایک حادثے کے اندر ساٹھ، ستر اور سو تک لوگ جاں بحق اور شہید ہوتے ہیں۔ لوگ اب ریل کے سفر سے خوف کھاتے ہیں۔

جناب چیئر مین! 7 جولائی، 2021 کو ملت ایکسپریس کراچی سے سرگودھا کے لیے روانہ ہوئی۔ ڈہر کی اسٹیشن سے روانہ ہونے کے دس منٹ بعد تین بج کر اڑتیس منٹ پر آٹھ بوگیوں پٹری سے اتر گئیں اور ساتھ والے دوسرے ٹریک پر گر گئیں۔ اس کے پورے ایک منٹ بعد مخالف سمت سے سرسید ایکسپریس جو پٹری سے کراچی کے لیے جارہی تھی، اس سے ٹکرا گئی۔ اس میں 65 لوگ شہید ہو گئے، 150 لوگ زخمی ہوئے۔ ان میں 4 افراد جو کہ ریلوے کے ملازمین تھے، شہید ہونے والوں میں شامل تھے۔ اب صورتحال یہ ہے، معزز وفاقی وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، کہ فیڈرل انسپکٹر ریلوے کی سربراہی میں ایک تفتیش کی کوشش کی گئی ہے۔ ہمیں منسٹر صاحب تفصیل بتائیں گے لیکن ابتدائی رپورٹ کے مطابق جسے میڈیا نے report کیا ہے، excessive loading of

the luggage van کی وجہ سے یہ مسئلہ ہوا ہے۔ Luggage carriage کی prescribed limit, 2.1 ton ہے، چونکہ اس سے زیادہ سامان اس میں رکھا گیا تھا، اس وجہ سے یہ overload تھی اور overload ہونے کی وجہ سے یہ derail ہوئی اور دوسرے track پر گر گئی۔

جناب چیئرمین! اتنا بڑا حادثہ ہوا، 65 لوگ شہید ہوئے، 150 لوگ زخمی ہوئے اور پوری قوم ایک سوگ میں تھی، ہونا یہ چاہیے تھا کہ ایک زبردست قسم کی کھلے عام تفتیش اور inquiry ہوتی اور سب چیزیں قوم کے سامنے رکھ دی جاتیں لیکن یہ کہا جاتا ہے کہ ملت ایکسپریس کو تفصیلی معائنے کے لیے لاہور بھیجا تھا، اسے پراسرار طور پر لاہور بھیجنے کی بجائے فیصل آباد بھیج دیا گیا تاکہ شواہد کو مٹایا جاسکے۔ لاہور میں جو اس کی detailed examination یا تفتیش ہونی تھی، وہ نہ ہو سکی۔ یہ بات ریلوے کے sources کہہ رہے ہیں، وزیر صاحب اس کی تفصیل بھی ہمیں بتادیں۔

جناب چیئرمین! وزیر اعظم صاحب جب اپوزیشن میں تھے تو جب اس طرح کے حادثے ہوتے تھے تو وہ فرماتے تھے کہ یورپ میں اور مغرب میں جب اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں تو لوگ استعفیٰ دیتے ہیں۔ وہ اچھی بات کرتے تھے، ہمیں اُس وقت بھی ان کی اس بات سے اتفاق ہے، ہمیں اس وقت بھی ان کی اس بات سے اتفاق ہے کہ جب اس طرح کے واقعات ہوتے ہیں تو یورپ اور مغرب میں لوگ استعفیٰ دیتے ہیں۔ لہذا، کسی کو تو ذمہ داری قبول کرنی چاہیے۔ 65 انسان، 65 خاندان قتل ہو گئے ہیں۔ یہ محکمے کی نااہلی اور کوتاہی کی وجہ سے ہوا ہے۔ جس طرح حکومت کی طرف سے ایک طاقتور response آنا چاہیے تھا، وہ نہیں آیا۔

اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ریلوے میں political interference ہے، nepotism ہے، corruption ہے، poor maintenance of tracks ہے اور mismanagement ہے جس کی وجہ سے اس وقت بھی ریلوے کا سفر بہت خطرناک ہے۔ مجھے نہیں لگتا کہ اتنے بڑے واقعے سے پاکستان ریلوے اور متعلقہ اداروں نے کچھ سیکھا ہے۔ آپ لوگوں کو ensure کروائیں کہ آئندہ ایسے واقعات نہیں ہوں گے۔ مجھے نہیں لگتا کہ اس کے نتیجے میں حکومت نے کوئی ایسے visible steps اٹھائے ہیں، کوئی ایسی

trust visible inquiry کروائی ہو کہ جس کے نتیجے میں عوام کا ریلوے کے متعلق جو deficit ہے اور ان کا جو اعتماد متزلزل ہوا ہے، وہ اعتماد بحال ہو سکے۔ اس لیے میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اس واقعے کی تفصیلی انکوائری رپورٹ آنی چاہیے۔ بے لاگ احتساب اور تادیبی اقدامات جو کیے گئے ہیں، کون ذمہ دار ہے، ان کا جو احتساب ہوا ہے، ان کے خلاف جو تادیبی اقدامات ہوئے ہیں، ان کی تفصیل آنی چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی آنا چاہیے کہ آئندہ کے لیے ریل گاڑیوں کو موت گاڑیاں نہ بننے دینے کے لیے حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں۔ ریلوے کے سفر کو محفوظ بنانے کے لیے حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں؟ یہ بجٹ جو ہم نے منظور کیا ہے، آپ کو علم ہوگا کہ تقریباً چالیس یا بیالیس ارب، اگر غلطی کر رہا ہوں تو معزز وزیر صاحب correction کر لیں، ہم نے ریلوے کو grant دی ہے۔ ریلوے کما نہیں رہا، ریلوے غریب لوگوں سے لے رہا ہے اور غریب لوگوں کے پیسے خرچ کر رہا ہے۔ غریب لوگ اپنی جیب سے کمانی اٹھا کر سالانہ چالیس پچاس ارب ریلوے کو دے رہے ہیں۔ ریلوے جواب میں کیا دے رہا ہے؟ اسی طرح کے 125 minor accidents اور بڑے accidents جن میں ساٹھ اور ستر لوگ شہید ہو رہے ہیں۔ یہ ایک افسوسناک صورتحال ہے۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ پوری تفصیل کے ساتھ جو بھی چیزیں ہیں، اس ہاؤس کے سامنے آنی چاہئیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: ہمارے پاس ایم۔ این۔ اے جناب شوکت علی صاحب، ذوالفقار بیہن صاحب، ڈاکٹر شازیہ، نصیبہ چنا، شمیم آرا، نوابزادہ عرفان، نوابزادہ افتخار صاحب، نوید عامر صاحب اور رائے مرتضیٰ صاحب یہاں گیلری میں تشریف رکھتے ہیں۔ Welcome to the House۔ جی لیڈر آف دی اپوزیشن۔

Senator Syed Yousuf Raza Gillani, Leader of the Opposition

Syed Yousuf Raza Gillani (Leader of the Opposition): Mr. Chairman, I have great respect for the honourable Minister, we have worked together in the same Cabinet, I had been the Railway Minister previously. Poor maintenance of tracks, level crossings اور جو gates ہیں، وزیر صاحب پہلے بھی آئے تھے، report تو یہ ابھی دیں گے۔ انہوں نے we are going in a big way, that is the CPEC کے حوالے سے کہا تھا کہ

only answer but the problem is کہ وہ تین سال بعد یہ سوچ رہے ہیں اور اس سے زیادہ اہم ادارہ travelling and transport کے لیے اور کوئی نہیں ہے، اس لیے انہیں پہلے ہی اس طرف توجہ دینی چاہیے تھی۔ اب یہ جو report دیں گے تو پھر movers اس پر بات کریں گے۔

جناب چیئرمین: سینیٹر اعظم نذیر تارڑ صاحب۔

Senator Azam Nazeer Tarar

سینیٹر اعظم نذیر تارڑ: جناب چیئرمین! یہ بڑی تکلیف دہ صورت حال ہے، ایک کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا اور یہ وہ حادثات ہیں جن میں قیمتی انسانی جانیں ضائع ہو رہی ہیں اور حکومت کی طرف سے سوائے بیانات کے کچھ نظر نہیں آیا۔ ایک تو ML-1 کا شور مچا، پھر کہا گیا کہ اس کی maintenance کا budget کم کر کے ہم دوسری improvements لارہے ہیں، دوسری improvements کا نتیجہ یہ ہے کہ tracks کی پہلے والی حالت بھی بگڑتی جا رہی ہے اور سارا کچھ PC-I اور کاغذات میں نظر آ رہا ہے، on ground کچھ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے ہولناک اور بھیانک حادثات ہوتے ہیں۔ ہم کئی مرتبہ حادثات سے بال بال بچتے ہیں، اگلے روز یہی ہوا کہ گاڑی چلتے چلتے track سے اتر گئی ہے، ہر چھٹے، ساتویں روز یہ ہوتا ہے کہ گاڑی track سے اتر گئی۔ مال بردار گاڑیوں میں نقصانات کچھ زیادہ ہیں لیکن یہ انسانوں کو carry کر رہی ہیں۔ یہ ایک بڑا سنگین مسئلہ ہے جو دن بدن بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے اور اس کے لیے فوری طور پر measures لینے کی ضرورت ہے۔ یہ مخالفت برائے مخالفت یا سیاست کی بات نہیں ہے، یہ ہمارے عوام کی جانوں کا مسئلہ ہے۔ اس پر immediately action لینا چاہیے اور war footing basis پر حکومت کو دیکھنا چاہیے۔ Leader of the Opposition نے کہا، ان کی abilities بطور parliamentarian and Minister مانیں لیکن ان کی responsibilities کو حکومت نے بھی own کرنا ہے، اس کے لیے funds allocation، اس میں بہتری لانے کے لیے، یہ ایک اہم محکمہ ہے جو لوگوں کو carry کرتا ہے، اس پر غریب عوام سفر کرتے ہیں، ریلوے کمزور لوگوں کا سہارا ہے، اگر وہ جان پر کھیل کر اس پر بیٹھیں گے تو اس سے بڑی زیادتی نہیں ہو سکتی۔ یہ باقاعدہ ایک قومی مسئلہ ہے جسے war footing

basis پر حل کرنے کی ضرورت ہے۔ چھیا سٹھ لوگوں کی جانیں گئیں، درجنوں لوگ زخمی ہوئے، ان کے لیے کیا کیا گیا، انہیں کیا compensation کی گئی؟ انسانی جان کی compensation ہے ہی نہیں لیکن اس پر حکومت نے کیا compensation offer کی؟ اس کے بارے میں بھی بتایا جائے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I am on a point of order.

Mr. Chairman: Yes.

Senator Mian Raza Rabbani: Mr. Chairman, I would draw your attention to sub-rule (2) of Rule 64, this is dealing with calling attention notices. It says;

Rule 64 (2)

There shall be no debate or voting on such a statement. The member in whose name, the item stands shall make a brief statement and the Minister concerned shall make a statement on the subject.

I just wanted to bring this to your notice.

جناب چیئرمین: جی بالکل۔ سینیٹر کامران مرتضیٰ صاحب۔

Senator Kamran Murtaza

سینیٹر کامران مرتضیٰ: شکریہ، جناب چیئرمین! سواتی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، وہ کبھی ہمارے ہمسائے تھے تو ان کا نمک بھی کھایا کرتے تھے، اب بھی Islamabad Club میں وہ کبھی کبھی میرا bill بھی دے دیتے ہیں۔ جب بھی ریلوے کا کوئی حادثہ ہوتا تھا تو یہ کہا کرتے تھے بلکہ PTI as a whole resignation demand کیا کرتی تھی۔ میں نے ان کا نمک کھایا ہے، مجھے نہیں پتا کہ ان کا resignation demand کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟

جناب چیئرمین: کامران صاحب! براہ مہربانی ایک منٹ۔ ایم این اے سردار اسرار ترین

صاحب اور عالیہ کامران صاحبہ ابھی تشریف لائی ہیں، welcome to the House. جی

کامران صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ: اس لیے پتا نہیں کہ اس نمک کی وجہ سے ان سے resignation demand کیا جاسکتا ہے یا نہیں لیکن بعض اوقات ایسا لگتا ہے کہ جس تسلسل کے ساتھ ریلوے کے حادثات ہوتے ہیں اور پھر اس کے بعد compensation کا اعلان ہوتا ہے، مجھے کبھی کبھی ایسے لگتا ہے کہ لوگ ریلوے میں اس لیے سفر کرتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ کوئی حادثہ ہو جائے تو حکومت انہیں اس طرح کی compensation دے، پانچ لاکھ کا اعلان ہو، دس لاکھ کا اعلان ہو۔ انہوں نے ریلوے کو بہتر نہیں بنانا، compensation کا immediately اعلان کر دینا کہ پانچ لاکھ روپے دیں گے، دس لاکھ روپے دیں گے، کیا وہ اس میں اس لیے سفر کرتے ہیں کہ ان کی موت واقع ہو جائے اور اس کے بعد اس کے ورثاء پانچ، دس، پندرہ لاکھ روپے لیں۔ ان کی حکومت جو ہے یا تھی، اس کا major period تین سال گزر چکے ہیں، اگر ان تین سالوں میں باوجود اس کے کہ انہوں نے کئی مرتبہ اس کے وزیر تبدیل کیے ہیں، اگر اس کے باوجود معاملات سیدھے نہیں ہو رہے اور ریلوے نے اسی طرح چلنا ہے، اسی طرح کے حادثات ہونے ہیں یا اسی طرح اموات ہونی ہیں، 60 کو cross کر رہے ہیں، 70 کو cross کر رہے ہیں، اگر اسی طرح سے حادثات ہونے ہیں تو میرے خیال میں مجھے نمک حلالی کی بجائے [XXX] کرنا پڑ رہی ہے اور وہ [XXX]² پھر مجھے قبول ہوگی۔

جناب چیئرمین: ان الفاظ کو expunge کر دیں، یہ پارلیمانی الفاظ نہیں ہیں، آپ کا ان کے ساتھ یہ ذاتی مسئلہ ہے۔ جی سینیٹر رانا مقبول صاحب۔

Senator Rana Maqbool Ahmad

سینیٹر رانا مقبول احمد: شکریہ، جناب چیئرمین! جیسے سینیٹر صاحبان نے کہا صورت حال دگرگوں تو ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ؛

تن ہمہ داغ داغ شد

پنبہ کجا کجا نمہم

ہر طرف لوگ مضطرب ہیں، زخموں سے چور چور ہیں، مرہم کہاں کہاں رکھا جائے، کون سی کل سیدھی ہے؟ ہمارے دوستوں کو بس دے دی جائے تو ان سے بس نہیں چلائی جاتی، وہ روز خراب ہو جاتی ہے، روز اسے آگ لگتی ہے تو یہ train کیسے چلا سکتے ہیں؟ There is some

² "Words expunged as ordered by the Chairman."

major fault in the system جس پر میرا humble view یہ ہے کہ ہمارے دوست are not acquainted with the science of implementation, implementation, کوئی چیز implement کرنا آتی ہی نہیں ہے۔ بلند و بانگ دعوے، بڑے بڑے اعلانات، بڑی imaginative باتیں لیکن عمل، 0x0=0 یہ آپ نے دیکھ لیا ہے۔

جناب والا! وزیر صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہمارے بڑے مہربان ہیں، میں چند technical باتیں آپ کے notice میں لانا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا system of feedback جسے ہم administration کی زبان میں cybernetics بھی کہتے ہیں، وہ ہے ہی نہیں۔ انہیں کچھ پتا نہیں چلتا کہ ان کے محکمے میں کیا ہو رہا ہے، کون سے areas ایک طرح سے rotten ہو چکے ہیں، کون سے areas immediate repair چاہتے ہیں، کون سے areas کی supervision کرنی ہے؟ انہیں اس کا کچھ پتا نہیں ہے، they are at lost to understand the complexity of their challenge, میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ ان کی supervision and superintendence that is at the poorest level جو ہم نے دیکھی ہے، there is no system of accountability, ایسے ہی سارا hit and trial ہے۔ یہ نہ تو responsibility ٹھیک طریقے سے fix کر سکتے ہیں، نہ کام کرنے والے کو encourage کر سکتے ہیں، نہ کام نہ کرنے والے کو accountable کر سکتے ہیں، they don't have any system, a rational system of reward and punishment. اس لیے ان کا administrative output بہت زیادہ average بلکہ اس سے بھی کم ہے۔ میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ ان چیزوں پر یہ focus کریں اور ساری چیزوں کا ایک holistic view لیں، صرف تقاریر اور media کو use کرنے سے کام نہیں چلے گا۔ آپ جب موقع پر، زمین پر کچھ کر کے دکھائیں گے، لوگ اس سے benefit اٹھائیں گے تو وہ خود بخود آپ کی تعریف کریں گے لیکن اگر لوگ ہر دوسرے روز خون میں نہاتے رہیں گے تو

آپ کی کون تعریف کرے گا؟ اس لیے اس flaw, inefficiency or disaster of performance کو آپ justify نہیں کر سکتے۔ اس لیے ان چیزوں پر غور کیا جائے، بغیر کسی تعصب کے، یہ challenge تو ہے، اس challenge کو meet کیا جائے اور result کو بہتر کیا جائے، صرف eyewash اور ہم نے یہ کر دیا، وہ کر دیا، that will not work یہ جو انجمن ستائش باہمی ہے اس کو بھی disband کر دینا چاہیے۔ بس ایک دوسرے کی تعریف کی جائے، اپنی تعریف دوسرے کی تعریف کی جائے۔ بھائی کبھی self-analysis بھی کر لیا کرو، self-introspection بھی کر لیا کرو، self-criticism بھی کر لیا کرو۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ راستے کھلیں گے لیکن اگر یہی سلسلہ جاری رہا تو آپ دیکھیں گے کہ everything will get rotten in the system جیسا کہ پہلے ہو رہا ہے۔ شکریہ چیئرمین صاحب۔

Mr. Chairman: Honourable Minister for Railways please.

Senator Muhammad Azam Khan Swati, Minister for Railways

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی (وزیر برائے ریلوے): جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔ یہ پارلیمنٹ کا حسن ہے اور ہم حکومت میں بیٹھے ہوئے وزیر اہل ذمہ ہیں اور میں اپنے تمام فاضل ممبران کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے کھل کر اپنے مافی الضمیر کو بیان کیا کیونکہ پاکستان ریلوے کی تاریخ کا یہ بہت ہی افسوس ناک واقعہ تھا جس میں 66 جانیں اللہ کو پیاری ہو گئیں، کئی زخمی

ہوئے۔ جناب! ذرا Order in the House...

Mr. Chairman: Order in the House please.

سینیٹر روبینہ تشریف رکھیں، جی پلیز۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: یہ بڑا sensitive مسئلہ ہے اس لیے فاضل ممبران اگر calling attention notice لائے ہیں تو کم از کم سن بھی لیں۔ جناب! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ بحیثیت وزیر کے جو واقعات تھے وہ میں آپ کے سامنے بیان کروں گا اور سینیٹر مشتاق صاحب نے جولائی کہا لیکن یہ جولائی نہیں بلکہ 7 جون کا واقعہ ہے۔ 3 بج کر 38 منٹ پر ملت ٹرین کراچی سے آرہی تھی جبکہ سرسید ٹرین دوسری جانب سے جارہی تھی جس کی وجہ سے یہ accident ہوا اور accident اس طرح ہوا کہ وہ 12 بوگیاں جو derail ہوئیں ان میں شاید ہی کوئی آدمی شہید

ہوتا لیکن یہ افسوس ناک واقعہ یوں ہوا کہ جیسے ہی derailment ہوئی تو اس کی 5 بوگیاں دوسرے ٹریک پر چلی گئیں اور 1 منٹ کے بعد سرسید ٹرین سر پر پہنچ گئی اور ڈرائیور کے لیے کوئی وقت نہیں تھا کہ وہ alert ہوتا، اس نے ایمر جنسی بریک ضرور apply کی لیکن بہت سارے لوگ کیونکہ اس 1 منٹ میں باہر آچکے تھے جس کی وجہ سے ہمارے ریلوے کی تاریخ کا یہ خطرناک واقعہ پیش آیا۔ اب میں دوسری طرف آتا ہوں جس کے بعد میں سیاسی جواب بھی دوں گا کیونکہ ایسے واقعات کے بعد آپ حکومت کو back footing پر لے کر جانا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا تھا کہ کوئی سیاسی بات نہیں کرنی۔ اس لیے کہ ان قیمتی جانوں پر جو پاکستانی تھے اور قیمتی لوگ تھے ان پر کبھی سیاست نہیں ہوتی لیکن کیونکہ فاضل ممبران نے سیاسی بات کی تو ظاہر ہے کہ مجھے اسی لہجے اور انہی الفاظ کے ساتھ ان کو جواب بھی دینا پڑے گا۔

جناب! پہلی بات تو یہ ہے کہ 2014-15 میں ہماری حکومت نہیں تھی اور ML-1 کا ایک پراجیکٹ بنا جو ہماری lifeline ہے، ہمارے ملک کے لیے، معیشت کے لیے اور CPEC کے لیے ایک زبردست قسم کا پراجیکٹ ہے جس کی وجہ سے نہ صرف پاکستان ریلوے بلکہ پاکستان کی معیشت اور معاشرت دونوں اٹھ جائیں گے۔ اب اس کے بعد PML-N کی حکومت نے بھی اور ہماری حکومت نے بھی اس پر برابر کوشش کی کہ کسی طریقے سے جلد از جلد کام شروع ہو سکے۔ ان کی حکومت میں 2018 تک نہ ہو سکا، ہماری حکومت میں جو بنیادی معاملات تھے کہ جتنی بھی Committee meetings تھیں وہ ساری ہو چکیں، یہ 9.2 billion US dollars پراجیکٹ ہے جو تقریباً 7 سے 8 سال کے عرصے میں تین فیوز میں مکمل ہونا تھا۔ آج بھی، آج کی بات کر رہا ہوں کہ آج دن 11 بجے Chinese Ambassador میرے پاس آیا کیونکہ اب یہ CPEC کا پروگرام پیچھے نہیں جانا، CPEC ہماری lifeline ہے، ہمارا مستقبل ہے اور ریلوے کا یہ ML-1 program بہت بڑا پروگرام ہے۔ انہوں نے آج بھی یہ کہا کیونکہ فرق صرف یہ آ رہا تھا کہ interest rate کیا ہوگا جس کی تفصیل میں میں نہیں جانا چاہتا لیکن اچھی خبر یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ next week تک شاید ہمیں بیجنگ سے جواب آجائے اور میں باقاعدہ وزیر اعظم صاحب کو کہوں گا کہ Chinese President Xi کو call کریں اور کہیں کہ یہ ہمارے لیے بہت ضروری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جس وقت یہ accident ہوا سب سے پہلی بات تو یہ

ہے کہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں وقت پر وہاں پہنچا، ساری قیمتی لاشوں کو میں نے اپنے ہاتھوں سے سنبھالا، سندھ کے چند ہسپتالوں میں کیونکہ انتظام اچھا نہیں تھا لہذا سب لاشوں کو جیم یار خان منتقل کیا، اپنی نگرانی میں ان کو سرد خانوں میں رکھا، جتنے مریض تھے سب کو وہاں منتقل کیا، سب کے ساتھ ایک ریلوے افسر کو رکھا اور ان کے لواحقین جو وہاں پر آئے ہوئے تھے ان کی دیکھ بھال کا انتظام کیا اور پھر جو ہماری اسلامی اقدار ہیں ان کے مطابق ہم نے لاشوں کو تدفین کے لیے باقاعدہ طور پر عزت کے ساتھ ان کے گھروں کو بھیجا اور میں اسلام آباد اس وقت تک نہیں آیا جب تک اس track کو بحال نہ کیا اور ٹرین دوبارہ نہیں چلی۔

جناب! المیہ یہ ہے کہ کیا 3 سال کے اندر یہ track ٹوٹ گیا، یہ انجن فیل ہو گئے، کیا technical fault یا کسی کی negligence کی وجہ سے یہ سب ہوا؟ قطعاً نہیں ہوا۔ حقائق اپنی جگہ پر ہیں جس طرح سینیٹر رانا صاحب نے کہا کہ یہ کل ہوا اور مجھے یہ نہیں پتا کہ میں punishment کس طرح دوں گا اور award کس طرح دوں گا تو رانا صاحب آپ ذرا میرے ساتھ آجائیں کہ 6 مہینے میں ریلوے کو خدا کے فضل سے میں کس حد تک لے کر گیا ہوں۔ 6 ماہ میں آپ کو 2 ارب روپے کا منافع آیا ہے، دو ارب کا نقصان کم ہوا ہے اور اس کے علاوہ ریلوے کی ساری rationalization کر رہا ہوں۔ کیا ہماری حکومت نے یہ ہزاروں لوگ بھرتی کیے ہیں؟ جس طرح PIA, WAPDA, OGDCL میں بھرتیاں کی گئیں لیکن اگر میں اس تاریخ میں چلا جاؤں تو یہ کام سیاسی ہو جائے گا کیونکہ انسانی زندگی کا مسئلہ المیہ ہے کہ میں اس کو محفوظ رکھوں لیکن آپ 30 سال اقتدار میں رہے اور آپ کی حکومتوں نے ریلوے کو جان بوجھ کر تباہ کیا، آپ نے ریلوے کی زمینوں پر سیاست کی اور پوری Railway Ministry کو آپ لوگوں نے تباہ کیا ہے۔ اب ایک ایسا انسان آیا ہے جسے سمجھ ہے۔۔۔ آپ چیخیں نہیں اور ذرا صبر کریں، اب مجھے بولنے دیں، اب آپ کے چیخنے کا وقت نہیں ہے۔۔۔

Mr. Chairman: No cross talks,

سینیٹر صاحبہ! پلیزان کو اپنی بات کرنے دیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: اس وقت میں کھڑا ہوں، آپ سن لیں۔ اس لیے خدا کے فضل سے سب کچھ صحیح سمت میں جا رہا ہے۔ آپ مجھے presentation کی اجازت دیں تو میں اس ہفتے

میں یا اگلے ہفتے میں پورے ایوان کو بتا دیتا ہوں کہ چھ ماہ میں کتنے بڑے کارنامے کیے ہیں۔ تین کمپنیاں بن چکی ہیں، freight کی الگ، passenger train کی الگ اور ہم نے real estate جو commercialization کی طرف جا رہی ہے وہ بھی الگ کر دی ہے۔ اگر سپریم کورٹ اس پر کہتی ہے کہ آپ lease نہ کریں تو مجھے بتائیں کہ پاکستان ریلوے کی کئی ہزار ایکڑ زمین آپ کے کس کام آئے گی؟ آپ لوگوں نے اس پر قبضے کروائے ہیں، ہماری ریلوے پولیس نے اس پر قبضے کروائے ہیں، ریلوے کے افسروں نے قبضے کروائے ہیں۔ اب اگر آپ نے ان کو مالی طور پر بہتر بنانا ہے اور جو ایکٹ لاکھ بتیس ہزار pensioners ہیں ان کو کون پنشن ادا کرے گا؟ چالیس ارب روپے ہر سال پنشن میں ادا ہوتا ہے تو وہ کہاں سے ادا کریں گے؟ اس لیے کہ آپ نے تو تیس سال میں ریلوے کا کھلوٹا بنایا ہے، جس طرح آپ نے PIA کو ختم کیا اس طرح آپ نے ریلوے کو بھی ختم کیا۔ آج وزیر اعظم کی ہدایات کے مطابق اس کو business model پر میں چلا رہا ہوں۔ میں نے یہاں پر کئی مرتبہ کہا ہے لیکن سن لیں کہ ہماری حکومت کے ان 35 مہینوں میں اور پورا میڈیا سن رہا ہے میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ میرا ٹوٹل خرچہ دو لاکھ روپے تھا جب میں نے Science and Technology Ministry میں ہوتے ہوئے بیرون ملک سفر کیا حالانکہ میرا privilege تھا کہ میں business class میں جاتا لیکن پھر بھی میں نے اپنی حکومت کے فیصلے کے مطابق economy کا خرچہ یا Atomic Energy اور Science Technology نے دیا اور باقی میں نے دیا۔ اس کے اوپر کاغذ کا ایک ٹکڑا، کھانا پینا، travelling سب میں اپنی جیب سے ادا کرتا ہوں۔ میرا یہ خیال ہے کہ آپ مجھے ایک سابقہ منسٹر بتادیں یا ایک سابقہ Prime Minister Sahib کا بتادیں کہ جو کھڑے ہو کر یہ دعویٰ کرے کہ 35 مہینے کے اندر اس کا خرچہ دو لاکھ یا دو لاکھ سے بھی کم ہوا ہے۔ میرا یہ خیال ہے کہ میرے Leader کے یہ austerity measure ہیں۔ یہ ہماری accountability ہے جہاں ہم جرات اور بہادری کے ساتھ یہ بات کر سکتے ہیں اور اس Call Attention کا جواب اسی طرح جس طرح اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جاتا تھا آج اس طرح اس کا جواب دیا جا رہا ہے۔

(اس موقع پر حکومتی اراکین نے ڈیسک بجائے)

سینیئر مشاق صاحب! جب آپ نے excess of load کا کہا۔ میری ذمہ داری تھی اس لیے کہ پاکستان کا ایک ایک شہری اور اس کی جان میرے لیے قیمتی ہے۔ میں نے اسی وقت اس ویگن کو خود اپنی موجودگی میں seal کیا۔ اپنی پولیس کو ساتھ بٹھایا اور اس کو وزن کیا۔ یہ جو derailment ہوئی ہے یہ excess of load کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ سب سے بڑی بات تو یہ ہے جو میں آپ کی اور اپنی سمجھ کے لیے بتاؤں کہ جو پارسل کا ایک ڈبہ اس کے ساتھ لگا ہوا تھا اگر وہ load کی وجہ سے derailment ہوئی تو وہ بوگیوں جو derail ہوئیں ان کے ساتھ وہ سامان والا ڈبہ بھی derail ہوتا۔ وہ نہیں گرا لیکن اس کے باوجود ہم نے ensure کیا کہ derailment کی وجہ وہ نہیں ہے۔ چونکہ ایک فیڈرل انسپکٹر ہوتا ہے، جس طریقے سے ایک نیج ہوتا ہے۔ وہ ایک ٹیکنکل آدمی ہے۔ بڑا qualified ہے۔ میری حکومت نے اس کو بھرتی نہیں کیا بلکہ پہلی حکومتوں نے بھرتی کیا تھا۔ وہ ایک اچھا آدمی ہے اور اس پر کوئی انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ میں نے ensure کیا ہے۔ وہاں پر بھی میں نے میڈیا کو بتایا ہے کہ میں اس کی انکوائری ایک transparent طریقے سے کراؤں گا۔ جس کے لیے ہم نے چار آدمی مقرر کیے ہیں۔ ان کے نام بھی میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ایک مقصود الدین نبی ہے۔ میرے خیال میں 32, 30 سال انہوں نے ٹریفک میں کام کیا ہے۔ بڑے منجھے ہوئے اور اچھے انسان ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ جب ان کو میں نے کمیٹی میں شامل کیا ہے تو وہ بہتر طور پر کام کرے گا۔ اس طرح محمد طاہر صاحب ہیں۔ عبدالصمد اور ابرقرباشی صاحب ہیں۔ میرے آنے کے بعد میں نے یہ دیکھا کہ ایک صاحب تو independent ہو سکتا ہے لیکن باقی تو وہی ریلوے کے لوگ ہیں۔ اگر وہ انکوائری کرتے ہیں تو یہ transparent inquiry نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ ہمارے ریلوے کے اندر سب سے زیادہ biasness ہے۔ جس طرح ریلوے میں چوری ہوتی ہے۔ وہاں سے scrap چوری ہوتا ہے۔ ریلوے کے ٹکٹ چوری ہو رہے ہیں۔ اس کے لیے میرے پاس کیا حل ہے۔ میں تفصیل سے بتاؤں گا۔ ٹیکنالوجی اس کی تصویر ہے۔ اس کا حل لوگوں کو زیادہ بھرتی کرنے سے نہیں ہوگا بلکہ اس کا حل technology ہے اور Thursday کے دن ہم facial recognition پر جا رہے ہیں۔ اس لیے کہ thumb impression جو پہلے کیا تھا، اس کا بھی لوگوں نے توڑ کر لیا ہے۔ اگر ایک فیکٹری میں دو ہزار آدمی ہیں تو وہاں پر 5,6 سو آدمی آتے ہیں باقی مفت کی تنخواہ لے رہے

ہیں اور وہ یہاں پر دوسری نوکری کر رہے ہیں یا سعودی عرب وغیرہ میں نوکری کر رہے ہیں۔ ان کی لسٹیں ہم تیار کر رہے ہیں۔

آپ کے علم میں یہ ہونا چاہیے کہ ہمارے پاس 868 Accountants تھے۔ ان کا کام کیا تھا۔ وہ صرف دس فیصد اور پانچ فیصد کمیشن کھاتے تھے۔ میں نے Last week میں چار سو سے زیادہ لوگوں کو نکالا ہے، اس لیے کہ وہ ہمارے ماتھے پر کلنک تھا۔ ان کا اور کوئی کام نہیں تھا سوائے رشوت لینے کے۔ اس لیے میں rationalize کر رہا ہوں۔ ان کو میں نے نوکری سے نہیں نکالا۔ میں نے ان کو سرپلس پول میں Prime Minister کے پاس بھیجا ہے۔ جائیں جدھر بھی کام کریں میں ان کو ریلوے میں نہیں چھوڑوں گا۔ اس لیے کہ ہم اس کو منافع بخش ادارہ بنانے کے لیے کوشش کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ میں آپ کو بتاؤں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ 473 کلومیٹر up and down سکھر ڈویژن میں خطرناک قسم کا یہ ٹریک ہے۔ اچھا نہیں ہے لیکن کیا غریب کے سفر کو میں چھوڑ دوں۔ میرے پاس یہ option تھا۔ میں Prime Minister کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ لوگ مر جائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پرائیویٹ بسیں بھی ایک بہت بڑا مافیا ہے۔ اس لیے ہمارے پاس کوئی دوسرا حل نہیں ہے۔ ML-1 کے لیے پچھلی حکومت نے بھی کوشش کی اور ہم بھی کوشش کر رہے ہیں کہ یہ جلدی ہو سکے۔

اس کے علاوہ میں نے 23 ارب روپے مانگے ہیں کہ اس ٹریک کو ہم upgrade کر رہے ہیں۔ Prime Minister Imran Khan نے وہ بھی منظور کیا ہے لیکن اس میں بھی 6 سے 9 ماہ تک لگ جائیں گے کیونکہ اس میں جو parts استعمال ہوتے ہیں وہ سارے باہر سے آتے ہیں۔ اس لیے اگر ہم 6 سے 9 ماہ تک انتظار کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ 23 ارب روپے غریب ملک کے لیے بہت بڑی رقم ہے۔ کیا کریں گے اگر ML-1 کا جلدی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے we are in between rock and a hard place نہ ہم ایک طرف جا سکتے ہیں اور نہ دوسری طرف جا سکتے ہیں ورنہ Prime Minister Sahib کی طرف سے یہ ہدایت ہے۔ Planning Minister Asad Umar اور دوسرے متعلقہ لوگوں کو بھی بلا یا کہ ریلوے منسٹر کو فوری طور پر یہ پیسے دیے جائیں تاکہ یہ کام شروع کر دیں لیکن آپ کو پتا ہے کہ procurement اور PC-1 میں اتنا وقت لگتا ہے۔ یہ کوئی پرائیویٹ ادارہ نہیں ہے کہ میں

فوری طور پر کر لوں۔ ان شاء اللہ ہم خدا کے فضل سے PC-1 بنا رہے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس میں تین مہینے لگ جائیں گے۔

جناب چیئرمین! میں معزز ممبران کو پھر یہ کہتا ہوں کہ کسی طرح بھی ریلوے میں مجھے ہدایات دینی ہیں۔ میں سینیٹ کا ایک حصہ ہوں۔ مہربانی کر کے مجھے بتادیں لیکن ضروری بات یہ ہے کہ کم از کم حقائق سے ہمیں روگردانی نہیں کرنی چاہیے اور آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں۔ اس لیے کہ ریلوے کی تباہی میں سمجھتا ہوں کہ سابق حکومتیں ہیں۔ ان کی پالیسیاں ہیں۔ آج عمران خان کی پالیسی قطعاً یہ نہیں ہے کہ نالائق لوگوں کو ریلوے میں بھرتی کیا جائے اور اس پر سیاست کی جائے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ جب میں 2023 میں ریلوے کو چھوڑوں گا تو اس وقت حلفاً یہ بتاؤں گا اور میں ویسے بھی حلف میں ہوں کہ خدا کے فضل سے ایک آدمی بھی، نائب قاصد بھی بھرتی نہیں کروں گا۔ یہ ریکارڈ رہے گا کہ پہلی مرتبہ کسی منسٹر نے کوئی آدمی بھرتی نہیں کیا۔ Rationalize کر کے ان شاء اللہ تعالیٰ جو کالی بھیڑیں ہیں ان کو میں یہاں سے الگ کروں گا اور اس کو منافع بخش بناؤں گا۔ خدا کے فضل سے اسی ایوان کے اندر کھڑے ہو کر کہوں گا کہ آج پچاس سال کا ریکارڈ ٹوٹ چکا ہے۔ پاکستان ریلوے اب منافع بخش ادارہ بن چکا ہے۔ اللہ کرے کہ میری موجودگی میں IML-1 اپنی تکمیل کو پہنچے۔

Mr. Chairman: The Calling Attention Notice has been disposed of. Order No. 10. There is another Calling Attention Notice in the name of Senator Fawzia Arshad. Senator Fawzia Arshad, please raise the matter. Calling Attention Notice is dropped. Order No. 11, relates to further discussion on the following motion moved by Mr. Zaheer-Ud-Din Babar Awan, Adviser to the Prime Minister on Parliamentary Affairs, on 22nd January, 2021:-

“This House expresses its deep gratitude to the President of Pakistan for his address to both the Houses assembled together on 20th August, 2020.”.

اس کے لیے جو ممبران نام دیں گے پھر تقاریر شروع کر دیں گے۔ Point of Orders، جی
سینیٹر میاں رضاربابی۔

**Point of Public Importance Raised by Senator Mian
Raza Rabbani Regarding Policies for Balochistan and
their Failure to Improve Fate of Common Man**

سینیٹر میاں رضاربابی: جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ۔ میں تھوڑا سا آپ سے
indulgence چاہوں گا اور وہ اس لیے کہ اس وقت ہمارے سامنے جو صورت حال آرہی ہے اس
میں اگر ان ایوانوں میں اور بالخصوص House of the Federation میں بات نہیں
ہوگی تو پھر وہ مناسب نہیں رہے گا۔ کل سینیٹر تنگی نے ایک بڑا اچھا 218 کا motion move کیا
تھا۔ وہ Terrorism سے متعلق تھا اور پھر بات افغانستان تک پہنچ گئی۔ جناب چیئرمین! اسی سے
related regional situation جو یہاں بالخصوص افغانستان کے اندراب
develop ہو رہی ہے اس کا fall out بد قسمتی سے جو پاکستان پر پڑے گا، پاکستان کی
internal politics پر پڑے گا اس میں ہمیں اپنی fault lines کو identify کرنا پڑے
گا۔ ان fault lines میں، religious extremism, sectarianism اور اس
کے ساتھ ساتھ جو صورت حال بلوچستان کے اندر ہے اور جو صورت حال خیبر پختونخوا میں بالخصوص
ان districts میں ہے جو پہلے فانا میں تھے اور اب خیبر پختونخوا میں merge ہوئے ہیں۔
جناب چیئرمین! میں آج آپ کے سامنے صرف دو تین باتیں رکھنا چاہتا ہوں جو بلوچستان
کے حوالے سے ہیں۔ بات dialogues کی کی جارہی ہے اور بڑی اچھی بات ہے۔ یہ بات کی
جارہی ہے کہ ناراض بلوچوں کے ساتھ dialogues کا آغاز کیا جائے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔
یہ بات ماضی میں بھی ہوتی رہی ہے۔ ماضی میں بھی dialogues کا آغاز ہوا، dialogues
ہوئے لیکن پھر dialogue ختم ہو گئے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد ماضی میں بھی economic packages دیئے گئے،
economic packages Federal government نے دیئے لیکن وہ

packages بلوچستان کے مسائل کا حل نہیں لاسکے۔ اس میں، میں یہ بات بھی کہتا ہوں and I have no qualms کیونکہ ہمیں تاریخ کے اندر جواب دہ ہونا ہے۔
 میری پارٹی نے بھی حکومت کے اندر آغاز حقوق بلوچستان کا پیکیج دیا۔ اس میں economic packages بھی تھے، political اور administrative بھی تھے۔
 Political side میں بلوچستان کا 56 سے لے کر غالباً 2009 میں یہ پیکیج آیا، 2009 تک کا outstanding تھا اسٹیٹ بینک کے ساتھ اس کو wipe off کر دیا۔ اُچ کی royalty کے issue کو settle کر کے اُچ کی royalty کا issue دے دیا گیا۔

اس کے علاوہ I will place on record so that it forms the part of the record of this House. joint sitting میں پیش کیا گیا تھا لیکن اس کو سینیٹ کا بھی حصہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ House of the Federation ہے۔ دیگر اس میں بہت ساری چیزیں تھیں جن کی تفصیل میں، میں اس وقت نہیں جاؤں گا کیونکہ that will be time consuming. اس میں political side بھی تھی اور وہ political side and administrative side کی گئی جب تمام stakeholders اور تمام stakeholders سے میرا مطلب اس میں military bureaucracy بھی شامل ہے، وہ بھی on board تھی۔ questions of opening of new cantonments, questions of enquiry into murders of political workers, questions of missing persons, questions of A&B areas. میں address ہوئے تھے لیکن مجھے یہ کہنے میں افسوس محسوس ہوتا ہے کہ اس کے باوجود بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں ہوا۔

آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں بلوچستان 1947 کے بعد وہ واحد صوبہ ہے جہاں پر سب سے زیادہ insurgencies ہوئی ہیں اور اس وقت چل رہی ہیں لہذا ایک سوال اٹھتا ہے اور وہ سوال تمام سیاسی جماعتوں سے ہے، چاہے وہ میری اپنی سیاسی جماعت ہو، چاہے PML(N) ہو، چاہے اب تحریک انصاف ہو۔ وہ یہ ہے کہ ریاست کو اس بات پر سوچنا پڑے گا کہ وہ کیا غلطیاں ہیں جو ہم دہراتے چلے آ رہے ہیں، that history is repeating itself and that is

why Balochistan is being devoid of a political solution. Pumping in money into Balochistan is not the solution. Balochistan is crying out today for a political solution. اور ایک دفعہ جب بلوچستان کا political solution سامنے آئے گا تو اس سے automatically economic problems settle ہو جائیں گے۔ لیکن جب تک ہم اس بات کو realize نہیں کریں گے اور میں کسی ایک سیاسی جماعت کے لئے نہیں کہہ رہا کیونکہ میں یہاں پر overall, collective, historical, political, economic, social, cultural, religious, and ethnic subjugate کو realize نہیں کریں گے کہ آپ بلوچ اور پشتون کو بندوق کی نالی کے زور سے subjugate نہیں کر سکتے اس وقت تک بلوچستان کے problem کا حل آپ کے سامنے نہیں آئے گا۔

Mr. Chairman! The State has to take into consideration

کہ 1947 سے لے کر آج دن تک ریاست کی جو پالیسی رہی ہے کیا وہ پالیسی درست تھی؟ کیا controlled elections بلوچستان کے سیاسی حل کی طرف ایک قدم ہے؟ ہر گز نہیں۔ کیا policy of kill and dump جو 1947 سے لے کر آج دن تک چلتی رہی ہے، کیا policy of kill and dump صحیح پالیسی ہے؟ کیا اس سے بلوچ اور پشتون کا problem یا بلوچستان کا problem solve ہوگا؟

جناب چیئرمین! کیا missing persons کو سامنے نہ لا کر یہ کہہ دینا کہ جی رضاربانی missing ہو گیا تو وہ بارڈر کراس کر کے چلا گیا۔ ہمارے پاس شواہد ہیں کہ وہ بارڈر کراس کر کے چلا گیا ہے۔ کیا یہ solution ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ جو لوگ anti-State ہیں، جو لوگ ماورائے آئین بات کرتے ہیں، جو لوگ پاکستان کی سالمیت کے خلاف بات کرتے ہیں، جو لوگ ریاست کے خلاف اسلحہ اٹھاتے ہیں ان کو آپ try کریں، ان کو آپ عدالت میں لے کر آئیں اور عدالت میں آپ ان کو کڑی سے کڑی سزا دیں، we will stand behind you. لیکن جناب چیئرمین! The question of missing persons is shaking the foundations and the edifice of the province of

Balochistan. The denial of provincial autonomy صوبائی خود مختاری نہیں ہے، وسائل پر اکائیوں کا کنٹرول نہیں ہے تو آپ کیسے فیڈریشن کو آگے لے کر چلیں گے؟ ہم نے بات کی کہ جی اٹھارہویں ترمیم میں (3) Article 172 کی بڑی بات کی گئی کہ provinces will be 50% owners in the oil and gas لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میری حکومت بشمول اب تک وفاقی حکومت نے وہ فارمولا ہی نہیں بنایا باوجود اس کے کہ آپ کی کرسی کی، چیئرمین سینیٹ کی detailed ruling ہے giving the way forward of how a formula will be worked out for Article 172(3) لیکن آج دن تک ریاست اپنا vested interest گرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اگر آپ صوبائی خود مختاری کا مسئلہ آگے لے کر نہیں چلیں گے، اس کو حل نہیں کریں گے تو یہ باتیں وہیں کی وہیں رہیں گی۔

جناب چیئرمین! بنیادی طور پر ہم سب کو اس بات کو ذہن میں رکھنا ہوگا that we have to decolonize Balochistan. We are working with the same British mindset since 1974 till today. Balochistan is not a colony of the Kings. Balochistan is a free province which joined the federation of Pakistan. It has equal rights as that of Sindh, Punjab and Khyber Pakhtunkhwa. جب تک یہ concept of de-colonization نہیں ہوگا، اس وقت تک بات آگے نہیں بڑھے گی۔

جناب چیئرمین! It does not help, میں، معذرت کے ساتھ، آپ کے ساتھ ہوں، آپ کی پارٹی کے لیکن معذرت کے ساتھ میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بات بلوچستان کے مسئلے کو حل کرتے ہوئے کسی solution کی طرف نہیں بڑھتی، جب بلوچستان کا وزیر اعلیٰ اپنی ایک پریس کانفرنس میں یہ بات کہتا ہے کہ اپوزیشن کو بجٹ کا کہاں سے پتا چل گیا، مجھے اور کابینہ کو بجٹ کا کابینہ کے اندر پتا چلا۔

جناب چیئرمین! پھر سوال یہ اٹھتا ہے کہ اسلام آباد کو کس نے حق دیا کہ وہ بلوچستان کے بجٹ کو بنائے؟ کیا یہ وہی colonization کی بات نہیں ہے؟

If Lahore can make its budget, if Karachi can make its budget and if Peshawar can make its budget, why cannot Quetta make its budget?

Mr. Chairman, in order to move forward, we have to make clause 3 of Article 172 operational, 50% ownership of the provinces and 50% ownership of the federation. Balochistan has to be given its due rights in Sui gas. Balochistan has to be given its due rights in the quota in federal services.

آج مجھے آپ یہ بتادیں کہ بلوچستان سے کتنے Federal Secretaries اس وقت اسلام آباد میں ہیں،

you get perhaps not even a name, Mr. Chairman, one per cent. And we are talking of opening of a dialogue.

جناب چیئرمین! میری آپ سے گزارش ہے،

not because you hail from that province but because you are the custodian of this House and this is House of the Federation. The deprived and suppressed provinces and nationalities are looking up to your Chair and to you. I have said this on many occasions before but it has not, it has fallen on deaf ears, as far as Leader of the House and Leader of the Opposition are concerned. But now I want to make a concentrated effort Mr. Chairman, and you have to play that role,

آپ نے ان دونوں حضرات کو مجبور کرنا ہے کیونکہ rules یہ کہتے ہیں کہ سینیٹ کی Committee of the Whole on Balochistan stakeholders کو بلائیں، اس ایوان کو بیٹھے دیں، یہ وفاق کا گھر ہے۔ یہاں تمام stakeholders کو بلائیں، ان stakeholders کی بات کو سنیں۔ جناب چیئرمین! سینیٹ کو role play کرنے دیں۔ یہ bipartisan House ہو کر بیٹھتا ہے

Whole, اس وقت یہاں پر کوئی politics نہیں ہوتی۔ جب سینیٹ لوگوں کو بلائے گا، سینیٹ stakeholders کو بلائے گا تو that Mr. Chairman, with you presiding, will be the way forward. Thank you Mr. Chairman.

جناب چیئرمین: جی قائد ایوان۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ابھی قائد ایوان کھڑے ہیں، آپ تشریف رکھیں، آپ ڈپٹی چیئرمین رہے ہیں، آپ کو rules کا پتا ہے۔ میں کیا کروں۔ جی۔

Senator Dr. Shahzad Waseem, Leader of the House

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم (قائد ایوان): جناب چیئرمین! ہم نے ہمیشہ اس ایوان میں debate کو encourage کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جو مشکل معاملات ہیں، جو ایک طویل عرصے سے حل طلب معاملات ہیں، ان پر ضرور اس ایوان میں debate ہونی چاہیے۔ ہر قسم کا view floor of the House پر discuss ہونا چاہیے مگر ہمیں اس بات کا بھی خیال رکھنا ہے کہ ہم کوئی ایسی بات نہ کریں جو کہ تاریخی طور پر درست نہ ہو یا وہ سیاسی حوالے سے اپنا وزن نہ رکھتی ہو۔

جناب چیئرمین! کل افغانستان کی صورت حال اور اس سے جڑے ہوئے ممکنہ خطرات خصوصاً دہشت گردی کے حوالے سے یہاں پر بات ہوئی۔ یقیناً پاکستان سے زیادہ اس بات کا کس کو ادراک ہو سکتا ہے جس نے ایک طویل عرصہ یہ اذیت سہی بھی، اس کا مقابلہ بھی کیا اور دنیا کی ان قوموں میں شامل ہوا جس نے اس دہشت گردی کے ناسور کو شکست دی۔

(اس موقع پر جناب ڈپٹی چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین! بلوچستان کی بات ہوئی اور سیاسی حل کی بات ہوئی، بلوچستان کی محرومی کی بات ہوئی، آغاز حقوق بلوچستان کی بات ہوئی۔ جو تصویر یہاں پر پیش کی گئی، جو زاویے یہاں پر سامنے رکھے گئے تو پہلا سوال تو یہ اٹھتا ہے کہ آغاز حقوق بلوچستان سے لے کر اب تک کیا پیش رفت تھی کہ اس کے معاملات نہ بہتر ہوئے بلکہ مزید بگڑے۔ جناب چیئرمین! میں اس بات سے متفق ہوں کہ ہم سے ماضی میں بحیثیت قوم جو غلطیاں، کوتاہیاں یا غلط فیصلے ہوئے ہمیں ان سے سبق حاصل کرتے

ہوئے آگے بڑھنا ہے اور بہتر فیصلے کرنے ہیں۔ اس کے دواہم زاویے ہیں۔ ایک بلوچستان کی محرومی کو address کرنا دوسرا سیاسی خود مختاری، مجھے بڑی خوشی ہے آج یہ کہتے ہوئے کہ تحریک انصاف کی حکومت نے، عمران خان کی قیادت میں بلوچستان کی جو محرومی ہے اس کو حل کرنے کے لیے، اس کی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے ٹھوس اقدامات کئے ہیں۔ چند دن پہلے وزیراعظم گوادر تشریف لے گئے۔ وہاں پر CPEC سے related جو منصوبے تھے ان کا افتتاح ہوا، وہ گروانڈ پر نظر آنا شروع ہوئے۔ سب سے بڑی بات 721 ارب روپے کے وفاقی حکومت منصوبے شروع کرنے جا رہی ہے جس میں 131 ارب روپے کے منصوبے جلد مکمل ہونے والے ہیں۔ یہ ٹھوس اقدامات ہیں، اس سے پہلے کیا تھا بلوچستان کے نام پر فنڈز لیے جاتے تھے مگر سیاسی اشرافیہ کی وجہ سے وہ فنڈز بلوچستان کے عوام تک منتقل نہیں ہوتے تھے۔ ان کی زندگیوں پر کوئی فرق نہیں پڑا، ان کی زندگیاں ویسے ہی رہیں۔ پہلی مرتبہ اس حکومت نے بلوچستان کے عوام کو سامنے رکھتے ہوئے ان کی معاشی ترقی کے ٹھوس فیصلے کئے ہیں۔

جناب چیئر مین! دوسری چیز وہاں پر جو صوبائی حکومت ہے وہ مکمل طور پر صوبائی خود مختاری کے حوالے سے اپنے فیصلے کرتی ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بلوچستان کے فیصلے، بلوچستان کے عوام اور بلوچستان کی منتخب حکومت کے علاوہ کوئی نہیں کر سکتا۔ جناب چیئر مین! یہاں پر بندوق کی نالی کا بھی ذکر ہوا۔ آپ میں سے بیشتر دوست ان میٹنگوں کا حصہ بھی رہے جس میں ان تمام خطرات اور ان تمام چیزوں کا تفصیلی ذکر ہوا جو پاکستان کو درپیش ہیں۔ سب سے اہم چیز اب دنیا میں جنگوں کے طریقہ کار بدلتے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کا ادراک بحیثیت قوم کرنا چاہیے۔ اس وقت ایک جنگ fifth generation میں ہے، ایک جنگ اندرونی خلفشار کے ذریعے ہے، ایک جنگ fifth generation war کے حصے کے طور پر intelligencia کے اندر بھی موجود ہے۔ ہمیں بیانے کی جنگ بھی لڑنی ہے اور جیتی ہے۔ ہمیں اپنے نوجوانوں کے ذہنوں پر جو حملے ہو رہے ہیں ہمیں وہ جنگ بھی لڑنی ہے اور جیتی ہے۔ ہمیں دشمن کے جو nefarious designs ہیں ان کو بھی پہنچنا ہے اور اس کا بھی جواب دینا ہے۔

جناب چیئر مین! ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان پاکستان کا مستقبل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کی ترقی کے بغیر پاکستان کی ترقی کا خواب مکمل نہیں ہو سکتا۔ ہم سمجھتے ہیں پاکستان کے صوبوں

میں جتنے بھی پسماندہ علاقے ہیں، چاہے وہ interior Sindh ہو، چاہے وہ بلوچستان ہو، چاہے وہ پنجاب کے کچھ اضلاع ہوں، جب تک ہم ان کو برابر نہیں اٹھائیں گے، برابر نہیں لے کر آئیں گے ایک مضبوط پاکستان کا تصور شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا، یہ ہمارا سیاسی فلسفہ ہے اور ہمارے اقدامات اسی direction کے اوپر ہیں۔

جناب چیئرمین! میں ایک مرتبہ پھر یہ کہنا چاہوں گا، میں لمبی بات نہیں کرنا چاہتا کہ ہمیں اپنی سیاسی لڑائی کے اندر، اپنے سیاسی معاملات کے اندر جو ملک کو درپیش خطرات ہیں، جو ہمارے دشمنوں کے عزائم ہیں، جس طریقے سے مختلف معاملات میں وہ ہمارے اندر نفاق پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے اس کا مقابلہ کرنا ہے۔ چاہے وہ sectarian ہو، چاہے وہ nationalism کے حوالے سے ہو، چاہے وہ کسی بھی حوالے سے ہو ہمیں ان تمام چیزوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ سیاست ہم کرتے رہیں گے مگر پاکستان کی سالمیت، پاکستان کی یک جہتی اور پاکستان کی ترقی ہم سب کا نصب العین ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

Senator Molana Abdul Ghafoor Haideri

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: جناب چیئرمین! شکریہ، بات بلوچستان کی ہو رہی تھی میں point of order پر تھا لیکن قائد ایوان نے جلدی کی، ہماری باتوں کو سننے میں، ان کو شاید کوئی ہمت نہ ہو لیکن اللہ کرے کوئی بات ان کو سمجھ آ جائے۔ حکومت میں ہوں یا حزب اختلاف میں، جب بھی کوئی معزز رکن پارلیمنٹیرین بات کرتا ہے تو غریب بلوچستان کی بات کرتا ہے۔ بلوچستان بہت بڑا صوبہ ہے، پسماندہ ہے، غریب ہے، جناب چیئرمین! بلوچستان غریب صوبہ نہیں ہے۔ بلوچستان پسماندہ صوبہ نہیں ہے، بلوچستان کو غریب رکھا گیا، بلوچستان کو پسماندہ رکھا گیا اور وہ رویہ بدستور جاری ہے۔-----

(اس مرحلے پر اذان مغرب سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: دس منٹ کے لیے نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر نماز مغرب کے لیے وقفہ کیا گیا)

(مغرب کی نماز کے وقفے کے بعد ایوان کی کارروائی شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سینیٹر عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں عرض یہ کر رہا تھا کہ بلوچستان کا رونا ہم سب روتے ہیں اور ہم سب کہتے ہیں کہ بلوچستان پسماندہ ہے، بلوچستان مسکین، غریب ہے لیکن میں بتانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کو جان بوجھ کر پسماندہ رکھا گیا ہے۔ اسے عمداً غریب رکھا گیا ہے کہ بلوچستان کے باشندے، میں صرف بلوچستان کی بات کرتا ہوں، 80% سے زیادہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں لیکن بلوچستان کی عوام کو عمداً پسماندہ رکھا گیا ہے، اب اس میں کیا راز پوشیدہ ہے؟ بلوچستان گیس سے مالا مال صوبہ ہے۔ آپ جس ضلع میں جائیں آپ کو گیس ملے گی ابھی دو تین مہینے پہلے میرے ضلعے میں قلات شہر کے قریب ایک جگہ ہے وہاں پر گیس نکل آئی ہے۔ گیس کے ذخائر پورے صوبے میں، تیل کے ذخائر پورے صوبے میں، سونے اور چاندی کے ذخائر ہیں Reko Diq میں، سینڈک میں ہیں اور اس کے علاوہ بلوچستان میں ذخائر، کونکے کے ذخائر بلوچستان میں ہیں لیکن بلوچستان پھر بھی پسماندہ ہے، بلوچستان غریب ہے، آخر کیوں؟ دوسری بات یہ ہے کہ۔۔۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے آپ بیٹھ جائیں تنگی صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں عرض یہ کر رہا تھا کہ یہ آج کی بات نہیں ہے، 1952 سے لے کر آج تک بلوچستان کے ساتھ، بلوچستان کے عوام کے ساتھ جو کچھ ہوتا رہا ہے، وہ تاریخ کا حصہ ہے۔ خان آف قلات کو گرفتار کیا گیا ہے اور وہ خان آف قلات جنہوں نے ہماری معلومات کے مطابق پاکستان کی تحریک میں قائد اعظم محمد علی جناح صاحب کو اور ان کی ہمیشہ کو ان کے وزن کے برابر کا سونا دیا کیونکہ آپ ایک تحریک چلا رہے ہیں اور پاکستان بنانے جا رہے ہیں اور پاکستان بننے کے بعد ایک معاہدے کے تحت بلوچستان پاکستان کا حصہ بنے گا۔ اب ان معاہدات کو بھی دیکھا جائے کہ خلاف ورزی کہاں سے ہوئی، پھر خان آف قلات کو گرفتار کیا گیا۔ خان آف قلات کے محل کا جو مین گیٹ ہے وہاں قرآن کریم رکھا گیا تھا اس میں توپ کے گولوں اور گولیوں کے نشانات ہیں، اگر آپ اب بھی جائیں تو دیکھ سکتے ہیں۔ خان صاحب کی گرفتاری کے رد عمل میں کچھ سردار پہاڑوں پر چلے گئے لیکن کچھ عرصے بعد خان کو رہا کر دیا گیا اور سرداروں کے درمیان قرآن کریم رکھا گیا کہ آئیں بیٹھیں اور آپ پہاڑوں سے اتریں آپ کو کچھ نہیں کہا جائے گا اور ان سرداروں نے بھی کہا کہ ہمارا رد عمل

خان صاحب کی گرفتاری کی وجہ سے تھا اور جب خان صاحب رہا ہو گئے ہیں تو پہاڑوں پر بیٹھنے کی کوئی تک نہیں بنتی۔

جناب عالی! اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں گے تو نواب نوروز خان کے ساتھ سات سرداروں اور معتبرین کو گرفتار کر کے حیدرآباد جیل اور سکھر جیل بھیجا گیا اور پھر بعد میں پھانسی دی گئی۔ یہ ایک بڑا المیہ تھا لیکن پھر آپ دیکھیں کہ جب 1970 میں انتخابات کا مرحلہ آتا ہے تو بلوچ قوم نے، بلوچستان کے لوگوں نے ان تمام واقعات کو بھلا کر انتخابات میں حصہ لیا۔ میرے ساتھ طاہر بزنجو صاحب تشریف فرما ہیں، ان کو بھی معلوم ہے کہ اب انتخابات میں حصہ لینے کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے پاکستان کو بھی تسلیم کیا، پاکستان کے آئین کو بھی تسلیم کیا اور Election System کو بھی تسلیم کیا اور اس کے بعد آ کر انتخابات میں حصہ بھی لیا لیکن انتہائی احترام کے ساتھ، رضاربانی صاحب تشریف فرما ہیں، جو پیپلز پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں، وہ ناراض نہ ہوں۔ 1973 میں پھر ایک ڈھونگ رچایا گیا اور وہ یہ کہ عراق سے اسلحہ جہازوں میں لایا گیا صوبہ خیبر پختونخوا جو اس وقت صوبہ سرحد تھا اور صوبہ بلوچستان، دونوں صوبوں کو پاکستان سے الگ کرنے کے لیے۔ پھر نہ اس کی تحقیقات ہوئی اور نہ کچھ آگے پیچھے ہوا۔ دونوں حکومتیں جو منتخب حکومتیں تھیں ان کو تحلیل کیا گیا۔ کس کے کہنے پر کیا گیا؟ مفتی محمود، جو میرے لیڈر تھے، وہ خیبر پختونخوا کے وزیر اعلیٰ تھے اور NAP کے اتحادی تھے، انہوں نے کہا کہ جب میرے اتحادی، جن کی بلوچستان میں مکمل حکومت ہے اور یہاں پر بھی ان کے گورنر اور وزراء ہیں، اگر ان کی حکومت ختم ہوتی ہے تو میں پھر وزیر اعلیٰ نہیں رہتا اور میرے خیال میں بھٹو صاحب نے 60 دنوں تک ان کے استعفیٰ کو منظور نہیں کیا تھا۔

جناب والا! یہ مرحلہ گزر گیا، پھر ایک اور dictator آیا ضیاء الحق کی شکل میں، وہ dictator تو تھا لیکن اس نے اتنا کیا کہ عام معانی کا اعلان کر دیا۔ بہت سارے لوگ واپس آئے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ ان کا مارشل لاء بھی طویل ہو گیا، پھر 1985 میں غیر جماعتی انتخابات کا اعلان کیا گیا تو MRD اور دیگر سیاسی جماعتوں نے ان انتخابات میں حصہ نہیں لیا لیکن جب 1988 کے انتخابات آئے تو یہی بلوچ اور یہی پشتون نے سارے غم بھلا کر، سارے زخم بھلا کر، ساری زیادتیاں بھلا کر انتخابات میں حصہ لیا اور یہ ثابت کیا کہ ہم پاکستان کے وفادار ہیں، آئین کے وفادار ہیں، Election Commission کے ضابطوں کو ماننے والے ہیں اور اسی لیے انہوں نے

انتخابات میں حصہ لیا۔ پھر نواب اکبر بگٹی وزیر اعلیٰ بنے، ہم ان کے اتحادی تھے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ چلتا رہا اور جا کر 2006 میں ایک ایسا حادثہ ہوا جس میں نواب اکبر بگٹی کو قتل کیا گیا۔ جس کے رد عمل میں کچھ نوجوان پہاڑوں پر چلے گئے۔ اب آپ مجھے بتائیں ایک 90 سال کا ضعیف العمر شخص، ان کو گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا گیا اور پہاڑوں میں جا کر شہید کیا گیا، آپ سب کو یاد ہے جہاز پرویز مشرف نے کہا کہ بگٹی صاحب میں تمہیں ایسے hit کروں گا، تمہیں پتا بھی نہیں لگے گا۔ ایک ملک کا سربراہ، سربراہ مملکت ایک سردار کو اپنا مد مقابل سمجھ کر اس طرح دھمکیاں دیتا ہے، چنانچہ بگٹی صاحب کو شہید کیا گیا اور اس کے رد عمل میں حالات خراب ہوئے۔ جناب والا! خان عبدالصمد خان کو شہید کیا گیا لیکن پختونخوا عوامی پارٹی اس کے باوجود بھی الیکشن میں حصہ لیتے رہے، صوبائی حکومتوں میں رہے ہیں، ان سب چیزوں کو انہوں نے فراموش کیا، آپ بتائیں خیبر پختونخوا میں بغاوت کے مقدمے چلتے رہے، جناب والا! میں جمعیت علماء اسلام سے تعلق رکھتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تھوڑا سا مختصر کریں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: میں جمعیت علماء اسلام سے تعلق رکھتا ہوں، میں قوم پرستی اور لسانیت کو اس حد تک نہیں لیکر جاتا کہ جس سے دو قومیتوں میں، دو لسانی طبقات میں کوئی اختلاف پیدا ہو لیکن اس کے باوجود ان مظالم اور ان زیادتیوں کو دیکھتے ہیں تو پھر ہم بھی چیخ اٹھتے ہیں کہ آخر بلوچستان کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے تو جناب والا! اگر عمران نے ایسی بات کہہ دی ہے کہ ہم ناراض بلوچوں سے بات کرنا چاہتے ہیں، پہلے تو یہ نشان دہی ہو کہ ناراض بلوچ کون ہیں؟ بلوچ بھی ناراض، پشتون بھی ناراض، سندھی بھی ناراض اور سرائیکی بھی ناراض وہ اپنے صوبے کی demand کر رہے ہیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے راضی کس کو رکھا ہے، ایک نعرہ تھا پاکستان کا مطلب کیا لاَ اِلَہَ اِلَّا اللهُ وہ تو 74 سال گزر گئے ہم نے اس کے فیض اور برکات کو نہیں دیکھا، پھر آگئی جمہوریت، جمہوریت کے لیے بھی میری جماعت نے MRD کے ساتھ باقی تحریکوں میں اول دستے کا کردار ادا کیا، جیلیں کاٹی ہیں، میں نے خود جیل کاٹی ہے لیکن جناب والا! اس طرح جملہ کہنے سے بلوچستان کا مسئلہ حل نہیں ہوگا، جب تک کہ بلوچستان کی ساری چیزوں کو آپ سامنے نہیں رکھیں گے اور پھر ظلم یہ ہے کہ بلوچستان معدنیات سے بھرا ہوا ہے لیکن اس کے باوجود بھی یہ پسماندہ ہے، یہ پسماندگی کیسے ختم کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: تو اس لیے میں قائد ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ نے اور آپ کے لیڈر نے یہ بات کس تناظر میں کی ہے، بلوچستان کے عوام تو غریب سے غریب تر ہوتے جا رہے ہیں، یہ میرا اور چیئرمین صاحب کا صوبہ ہے اس کو پتا ہے۔ آپ یقین جانیں کہا جاتا ہے کہ گوادر کا مسئلہ حل ہو گیا، ادھر پانی آگیا، جب میں صوبے کا وزیر تھا ایک ڈیم میں نے تعمیر کروایا اس کے علاوہ گوادر کے عوام کو پینے کے لیے کوئی صاف پانی نہیں ہے، کہا جاتا ہے گوادر mega project بن رہا ہے، گوادر تارتخ کا ایک بڑا شہر بن رہا ہے، اسی طرح بجلی۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مختصر کریں۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بس دو سے تین منٹ لوں گا۔ جناب چیئرمین! اسی طرح بجلی، یہاں کہا جاتا ہے کہ load shedding ختم، اضافی بجلی ہے۔ میرے اپنے شہر قلات جو دار الخلافہ رہا ہے، 12 سے 14 گھنٹے load shedding ہے، جس feeder میں رہتا ہوں، بد قسمتی سے اس feeder کو VIP feeder کا نام دیا گیا ہے، اس گرمی میں 14 گھنٹے بجلی جاتی ہے، پنجاب میں بھی ایسا ہے، آپ دیہاتوں میں جائیں، گاؤں میں جائیں، آپ اسلام آباد میں VIP area سے باہر نکلیں گے تو وہاں پر بھی load shedding ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے، شکریہ۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: ایک منٹ جناب والا! کم از کم جھوٹ نہ بولا جائے اب ایک وزیر صاحب کہتا ہے کہ میں ایک چڑا سی بھی بھرتی نہیں کروں گا، تمہارے لیڈر نے کہا تھا کہ ہم ایک کروڑ نو جوانوں کو ملازمت دیں گے، میں ان کے وزیر کے پاس ایک غریب کو لیکر گیا، اس نے کہا میں جب سے وزیر بنا ہوں ایک چڑا سی بھی بھرتی نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: پھر بیٹھے کیوں ہو؟ اس طرح کے دعوے کرنے والے، اپنے دعوں پر عمل بھی کرو، خدا کے لیے جھوٹ مت بولو، سچ بولا کرو، کچھ بھی نہ ہو، کوئی بات نہیں لیکن اگر غلط بیانی کر کے اس طرح لوگوں کو بیوقوف بناتے ہو یہ ٹھیک نہیں ہے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگلی صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جس جس کا نمبر آ رہا ہے میں ان کو دے رہا ہوں، اس کے بعد آپ کو دے دوں گا، تنگی صاحب دو منٹ انہوں نے مانگے ہیں۔
سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: نہیں پھر میرا یہ ختم ہو جائے گا۔
جناب ڈپٹی چیئرمین: دو منٹ دے دیں، سینیٹر محمد طاہر بزنجو صاحب پہلے آپ بولیں، تنگی صاحب ان کو دو منٹ دے دیں، جی سینیٹر صاحبہ اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: انہوں نے دو منٹ بات کرنی ہے اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

Senator Muhammad Tahir Bizinjo

سینیٹر محمد طاہر بزنجو: شکریہ جناب چیئرمین! گزشتہ دنوں گوادر میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا کہ وہ بلوچ عسکریت پسندوں سے بات چیت کرنے کا سوچ رہے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مثبت سوچ ہے، میں اپنی جماعت کی طرف سے اس کا خیر مقدم کرتا ہوں، بلوچستان کا مسئلہ سیاسی ہے جس کا کوئی بھی فوجی حل نہیں ہے اور یہ سیاسی انداز میں ہی حل ہوگا۔ بلوچ عسکریت پسندوں سے نتیجہ خیز مذاکرات کے لیے، میری وزیر اعظم صاحب سے گزارش ہے کہ آپ اس مذاکراتی عمل میں بلوچ سرداروں اور نوابوں اور سرکاری دانشوروں کو دور رکھیں کیوں کہ یہ معاملات کو سلجھانے کے بجائے مزید بگاڑ دیں گے اور نتیجہ خیز مذاکرات کے لیے، با مقصد مذاکرات کے لیے وزیر اعظم صاحب کو تین سیاسی شخصیات کی خدمات حاصل کرنی ہوگی، یہ تین شخصیات کون ہیں؟ ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ، محمود خان اچکزئی اور اسفندیار ولی۔ ڈاکٹر صاحب اور اچکزئی کا تعلق بلوچستان سے ہے جبکہ اسفندیار ولی بلوچستان کی سیاست میں رونما ہونے والے نشیب و فراز سے بخوبی واقف ہیں اور اپنی تاریخی پس منظر سے وہ بلوچ جو اپنے آپ کو nationalism سے جوڑتا ہے، وہ ان کی نہایت عزت اور احترام کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے آپ کی اور Leader of the House کی بھی توجہ چاہیے۔ یہ تینوں شخصیات بلوچستان کے مسئلے کو حل کرنے کی بھرپور صلاحیت ہیں بشرطیکہ ان کو وزیر اعظم اور ملکی establishment کی مکمل تائید اور حمایت حاصل ہو۔ آخر میں پھر دہراتا ہوں کہ بلوچ

عسکریت پسندوں کے ساتھ جب آپ مذاکرات کریں گے تو بلوچستان کے قبائلی اکابرین کو اس مذاکراتی عمل سے کلیتاً دور رکھیں۔ بلوچستان کا مسئلہ قبائلی مسئلہ نہیں، سیاسی مسئلہ ہے اور اس کو سیاسی لوگ ہی حل کر سکتے ہیں، بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر ڈاکٹر زر قاسم صاحبہ۔ سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب آپ دو منٹ ٹھہر جائیں اس کے بعد آپ کی باری ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب تشریف رکھیں صرف دو منٹ صبر کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر زر قاسم سہروردی تیمور: شکریہ، جناب چیئرمین! آج یوم شہدائے کشمیر ہے۔ یہ ایک قومی مسئلہ ہے اور پورا پاکستان اس پر متفق ہے۔ اس پر بات کرنے کا موقع دیں۔ آپ کی طرف سے بھی بات ہوئی ہمیں بھی موقع دیجیے۔ سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب آپ کا شکریہ، تشریف رکھیے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب دو منٹ کے لیے تشریف رکھیں اس کے بعد آپ بول لیجیے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر زر قاسم سہروردی تیمور: کشمیر کے مسئلے پر اگر بولنے نہیں دیا جائے گا تو پاکستان کے ایوانوں میں کس بات پر بات ہوگی۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر بہرہ مند خان تنگی صاحب تشریف رکھیں، شکریہ۔

Point of public importance raised by Senator Dr Zarqa Suharwardy Taimur regarding Kashmir issue

سینیٹر ڈاکٹر زر قاسم سہروردی تیمور: اگر کشمیر پر ہم بول نہیں سکتے، آج یوم شہدائے کشمیر ہے۔ 13 جولائی 1931 کو جو کشمیریوں کی جدوجہد آزادی ہے اس کی شروعات ہوئی تھی، ایک political process شروع ہوا تھا۔ اگر پاکستان کے لوگ، اگر ایوان بالا کے لوگ، اگر ہماری پارلیمنٹ کے لوگ یوم شہدائے کشمیر پر بات نہیں ہونے دیں گے تو پاکستان کے ایوان میں ہم کیا کر رہے ہیں۔

کشمیر کا مسئلہ صرف 1947 سے نہیں ہے۔ پچھلے دو سو سالوں سے کشمیر کے لوگ جس قسم کا جبر، اذیت برداشت کر رہے ہیں، پہلے ڈوگرہ راج تھا، ہندوؤں کا راج تھا۔ 1820 سے لے کر 1846 تک ڈوگرہ راج تھا۔ اس کے بعد کشمیر کو مہاراجہ گلاب سنگھ کو treaty of Amritsar میں کچھتر لاکھ روپے میں بیچ دیا گیا تھا۔ میڈم یہ لیکچر نہیں ہے اس لیے history بتا رہی ہوں تاکہ آپ لوگ جو ایوان میں بیٹھے ہیں کشمیر کا مسئلہ جان سکیں اور کشمیر کے مسئلے پر بات کر سکیں۔ آپ پاکستان کو represent کرتے ہیں۔ 13 جولائی 1931 میں اسے پہلی مرتبہ سیاسی رنگ دیا گیا۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ کشمیر کی جو struggle ہے یہ کشمیری نہیں کرتے یہ پاکستان سے آتی ہے ان کے لیے یہ جواب ہے کہ 13 جولائی 1931 کو بانئیں لوگوں نے اپنی شہادتیں دے کر یہ سیاسی عمل شروع کیا تھا۔ عبدالقادر ایک صاحب تھے جن کو ڈوگرہ forces نے شہید کیا۔ ان کے حوالے سے لوگوں نے جا کر جب وہاں پر احتجاج کیا تو پہلی مرتبہ ڈوگرہ راج pressurize ہوا اور ان کو پہلی مرتبہ accept کرنا پڑا کہ کشمیر میں مسلمانوں کا issue ہے۔ کشمیر کی اکثریت مسلمانوں پر مبنی ہے۔ کشمیر مسلمان کا حق ہے کیونکہ کشمیر میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ اس دن کے بعد جب یہ احتجاج ہوا تو جو بانئیں لوگ شہید ہوئے تھے انہیں سری نگر میں حضرت بہاؤ الدین نقشبندی کے روزے پر دفن کیا گیا۔ ابھی بھی یوم شہدائے کشمیر کے حوالے سے یہ جگہ پہچانی جاتی ہے۔ اس کے بعد پہلی مرتبہ مسلم کانفرنس کشمیر کی داغ بیل ڈالی جس میں میر واعظ کشمیر، چوہدری غلام عباس صاحب اور شیخ عبداللہ تھے جنہوں نے بعد میں double role play کیے اس سے پوری دنیا واقف ہے۔

پنجاب کے لوگوں نے کشمیر کمیٹی بنائی، بشیر احمد صاحب اس کے پہلے سربراہ تھے، اس کے بعد علامہ محمد اقبال اس کے سربراہ بنے۔ کشمیر کمیٹی کی خاص بات یہ ہے کہ پنجاب کی کشمیر کمیٹی نے 1931 سے لے کر 1947 تک چودہ اگست کا دن منانا شروع کیا اور اس کے بعد اللہ کا کرنا ہوا کہ چودہ اگست ہی کو پاکستان کی داغ بیل ڈلی۔ آج ہم کشمیریوں کی struggle کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ ہم ان شہداء کی یاد میں اور پانچ اگست 2019 کے بعد سے جس قسم کے مظالم کشمیر میں ڈھائے جا رہے ہیں، ان سب لوگوں کے ساتھ کھڑے ہیں۔ 15 اگست 2019 کے بعد جب Article 35A and 370 کو repeal کیا گیا، آج ہم صرف یہ نہیں کہتے کہ ان کو واپس لے کر آئیں آج

ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جو United Nations plebiscite April, 21, 1948 میں resolution No. 47 pass کی اس کی رو سے کشمیر کے لوگوں کو ان کا حق خود ارادیت ملنا چاہیے اور اس کا plebiscite ہونا چاہیے۔

ہندوستان خود اس issue کو United Nations میں لے کر گیا تھا۔ جب United Nations نے کہا کہ اس پر plebiscite ہونا چاہیے تو انہوں نے اس پر اپنا موقف ہی بدل لیا۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ان کا یہ اپنا issue ہے اور یہ ان کا الٹا انگ ہے۔ میں اپنے colleague Senators سے request کرنا چاہتی ہوں کہ کشمیر کے عوام کے دل پاکستان کے ساتھ دھڑکتے ہیں۔ پاکستان کی خوشخبری سے ان کا morale دس گنا بڑھتا ہے۔ جب پاکستان میں کوئی negative بات ہوتی ہے تو اس سے وہ بہت پریشان ہوتے ہیں۔ اس وقت آزاد کشمیر میں elections ہو رہے ہیں اور ہندوستان کی حکومت دیکھ رہی ہوتی ہے کہ پاکستان کے leaders کیا باتیں کر رہے ہیں۔ اگر پاکستان کے leaders ایک بھی negative بات کرتے ہیں تو وہ اس clip کو دو سو مرتبہ کشمیر کے لوگوں کے ساتھ share کرتے ہیں کہ تم جس پاکستان کے پیچھے مرتے ہو، جس پاکستان میں اپنی لاشوں کو دفن کرتے ہو وہ پاکستان آپ کے ساتھ کھڑا ہی نہیں ہے، وہ تمہارے بارے میں الٹی باتیں کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ تم نے کشمیر کا سودا کر لیا تو میں اپنے فاضل ساتھیوں سے کہتی ہوں کشمیر کا issue ہمارا national issue ہے۔ جیسے پاکستان کا ایٹمی پروگرام ایک national issue ہے۔

کشمیر پر ہم سب کو اپنی leadership کو یہ باور کرانا چاہیے کہ یہ سیاست سے بالاتر ہے۔ یہ beyond all political issues ہے۔ کشمیر پر پاکستان کے لوگوں کو اکٹھا ہونا ہے۔ پاکستان کی سیاسی leadership کو ایسے comments نہیں دینے چاہئیں جو کشمیر کے لوگوں کو کسی بھی طرح سے depress اور پریشان کریں۔ پانچ اگست 2019 کے بعد 398 extra judicial killings ہوئیں، گیارہ سو بچوں کو pellet guns سے blind کیا گیا ہے۔ جس قسم کی human rights violations کشمیر میں ہو رہی ہیں ان پر، میں آپ کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ ہم resolutions pass کرتے ہیں لیکن یہاں ہم جو سو parliamentarians federation کی علامت ہیں، میری آپ سب سے request

ہے کہ ہم سب مل کر اکٹھے resolution pass کریں۔ جس پر ہم سب sign کریں اور اس کو دنیا کی پارلیمنٹ میں لے کر جائیں جس طرح سے ہم پچھلی resolutions کو لے کر گئے تھے تاکہ دنیا کو یہ بات باور ہو کہ پاکستان کے، parliamentarians, politicians, پاکستانی کشمیر کے issue کے پیچھے کھڑے ہیں اور اس issue پر ہم کوئی پچھلا step نہیں لیں گے۔ اس پر ہم کسی قسم کی سودے بازی نہیں کریں گے۔

وزیر اعظم عمران خان خود کشمیر کے Ambassador بنے ہوئے ہیں۔ United Nations میں جا کر جس طرح سے انہوں نے کشمیر پر آواز اٹھائی ہے، جس طرح Foreign Minister نے اس پر آواز اٹھائی ہے، جس طرح سے Foreign Office کی وساطت سے پندرہ سو articles لکھے گئے ہیں جو کہ international media میں گئے ہیں، Washington Post, New York Times میں نکلے ہیں۔ کشمیر پر جس قسم کی human rights violations ہو رہی ہیں، 2019 میں United Nations Commission on Human Rights کی report آئی اس سے زیادہ damning report انڈیا کے بارے میں کوئی اور نہیں ہو سکتی۔ انڈیا جو اپنا ایک liberal face دنیا کو دکھاتا تھا، ہم شکر گزار ہیں مودی صاحب کے جنہوں نے انڈیا کا fascist چہرہ دنیا کو دکھایا جو اس کا اصلی چہرہ ہے۔ اس کے لئے بھی خراج تحسین کے لائق Prime Minister, Imran Khan ہی ہیں، جنہوں نے دنیا کو باور کرایا کہ، RSS basically، Nazi ideology کو copy کرتی ہے۔ RSS کی origin Nazi ideology پر ہے اور 1920 میں اس کی داغ بیل ڈالی گئی تھی۔ Prime Minister Imran Khan جس طرح سے کشمیر کا agenda اور مقدمہ لے کر چل رہے ہیں، ہم سب کو اس میں اپنا حصہ ڈالنا ہے اور اس پر بات کرنی ہے، شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، جی سینیٹر بہرہ مند خان تنگی۔

Senator Bahramand Khan Tangi

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: شکریہ، جناب چیئرمین! میں اپنی colleague کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کی تمام سیاسی leadership متفق ہے۔ کشمیری عوام پر

سالہا سال سے ظلم ہوتا جا رہا ہے لیکن کیا ہم سب کو یہ معلوم نہیں ہے کہ مودی کشمیری بہن، بھائیوں پر پانچ سال سے ظلم کے پہاڑ گرا رہا ہے، نوجوانوں کو torture کر رہا ہے اور drill machines سے ان کے جسموں میں سوراخ کر کے انہیں شہید بھی کر دیے گئے۔ جب انڈیا میں الیکشن ہو رہے تھے تو کیا موجودہ وزیر اعظم نے مودی کو دوبارہ elect ہونے کی مبارکباد نہیں دی تھی؟ کیا موجودہ وزیر اعظم نے یہ نہیں کہا تھا کہ مودی کے دوبارہ وزیر اعظم بننے سے کشمیر issue کو resolve کرنے میں آسانی پیدا ہوگی۔ کیا اس وقت Prime Minister کو یہ یاد نہیں تھا کہ مودی نے کشمیر پر ظلم کئے تھے۔ وہاں کے نوجوانوں کو شہید کیا گیا تھا۔ مودی قضائی تھا۔ مودی ظالم تھا۔ مودی نے کشمیر کے نوجوان بہن، بھائیوں پر ظلم کیا تھا۔ کیا selected Prime Minister کو یہ یاد نہیں ہے کہ انہوں نے مودی کو الیکشن جیتنے کی مبارکباد دی تھی۔ ایک مرتبہ پھر Leader of the House میری speech کی دوران کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر صاحب ایک منٹ بیٹھ جائیں۔ Leader of the House کھڑے ہو گئے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی قائد ایوان۔

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: جناب! سینیٹر صاحب تاریخ کو مسخ کر رہے ہیں۔ آج کے دن جب اس ایوان سے ایک unity کا پیغام جانا چاہیے تھا، ان کے بیانات دیکھ کر شرم آتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: تنگلی صاحب آپ بیٹھ جائیں کیونکہ Leader of the House کھڑے ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ مودی کی زبان بولنے والا یہاں پر کھڑا ہے۔ یہ کس قسم کی زبان استعمال کر رہا ہے؟ آج یہ شہیدوں کے خون پر اپنی سیاست چکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ انہیں اس بات پر شرم آنی چاہیے۔ آج جب بچکتی کا پیغام جانا چاہیے تھا، یہ اپنی ڈوبی سیاست چکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: تنگی صاحب آپ بیٹھ جائیں کیونکہ Leader of the House کھڑے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ rule ہے کہ جب Leader of the House کھڑے ہوں گے تو وہ ہی بولیں گے۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم: یہ بول رہے ہیں یا گالی دے رہے ہیں۔ آج یوم شہدا کشمیر ہے اور یہ ایسی زبان استعمال کر رہے ہیں۔ قوم ان کا چہرہ دیکھے گی کہ کس طرح یوم شہدا کشمیر پر یہ اپنی گندی سیاست چکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: باقی ممبران بیٹھ جائیں۔ جی تنگی صاحب۔
سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: جناب! میری speech کا وقت ہے۔ آپ کسی دوسرے سینیٹر کو بولنے کی اجازت مت دیں۔ یہ میری speech برداشت کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر بہرہ مند خان تنگی: ان کے Prime Minister نے کشمیر کا سودا کر لیا ہے۔ یہ برداشت کریں۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: The House stands adjourned to meet again on Wednesday, the 14th July, 2021, at 10:00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on
Wednesday, the 14th July, 2021, at 10:00 a.m.]

Index

Dr. Shireen M. Mazari	37
Mr. Ali Muhammad Khan	51
Mr. Muhammad Hammad Azhar	6, 11, 44
Senator Bahramand Khan Tangi	11
Senator Dr. Shahzad Waseem	3
Senator Dr. Zarqa Suharwardy Taimur	46
Senator Fida Muhammad	29
Senator Mian Raza Rabbani	56
Senator Mohsin Aziz	49
Senator Muhammad Hamayun Mohmand	48, 49
Senator Mushtaq Ahmed	20, 37, 44, 52
Senator Seemee Ezdi	5
Senator Syed Muhammad Sabir Shah	47
Syed Yousuf Raza Gillani	54
جناب علی محمد خان	25, 27, 28, 35, 37
جناب محمد حماد اظہر	7, 8, 10, 15, 16, 17, 19, 20
ڈاکٹر شیریں ایم مزاری	39, 42, 43
سینٹر اعظم نذیر تارڑ	55
سینٹر بہرہ مند خان تنگئی	11, 14, 15, 78, 82, 84
سینٹر پرنس احمد عمر احمد زئی	18
سینٹر تاج حیدر	36
سینٹر خالدہ عتیب	17
سینٹر دانش کمار	9, 10
سینٹر ڈاکٹر زر قاسم وردی تیمور	79
سینٹر ڈاکٹر شہزاد وسیم	71, 83, 84
سینٹر رانا مقبول احمد	57
سینٹر سید علی ظفر	50
سینٹر سید یوسف رضا گیلانی	4, 43
سینٹر سیدی لمزودی	2, 6, 7
سینٹر فدا محمد	35
سینٹر فیصل جاوید	28
سینٹر کامران مرتضیٰ	56, 57
سینٹر کامل علی آغا	16
سینٹر محسن عزیز	8, 27
سینٹر محمد اعظم خان سواتی	4, 59, 61
سینٹر محمد طاہر بزنجو	78

سینئر مشتاق احمد	2, 3, 24, 38, 43
سینئر مولانا عبدالغفور حیدری	73, 74, 76, 77
سینئر میاں رضا ربانی	4, 66
سینئر نزهت صادق	41, 42